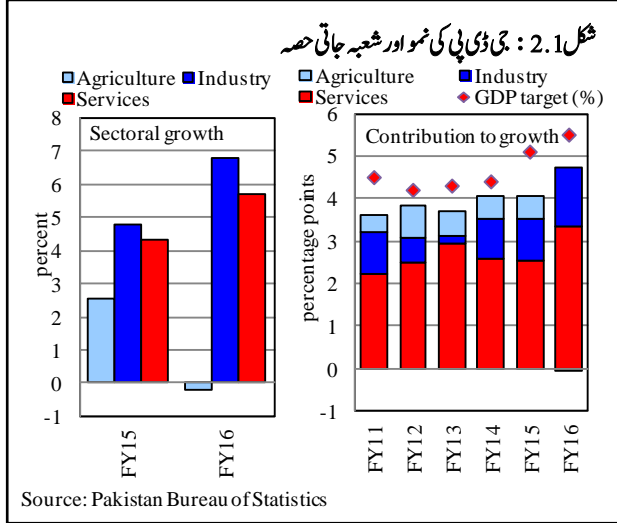


## 2 اقتصادی نمو

### 2.1 عمومی جائزہ



مالی سال 16ء کے دوران توانائی اور سلامتی کی بہتر صورت حال کے باعث ملک کی مجموعی معاشی سرگرمیوں کی رفتار مزید بڑھ گئی (شکل 2.1)۔ مشکل عالمی حالات کے باوجود حقیقی جی ڈی پی کی نمو 8 برسوں کی بلند ترین سطح 4.7 فیصد پر آگئی۔ اقتصادی نمو کی اس بہتر کارکردگی میں بڑا حصہ صنعت و خدمات میں نمایاں بہتری کا تھاتا ہم کپاس کی فصل کو شدید نقصانات کے باعث زرعی شعبے کی نمو میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔

تعمیراتی سرگرمیوں میں مسلسل تیزی (سرکاری و نجی دونوں شعبوں میں)، گیس کی بہتر دستیابی، پائیدار صارتی اشیا (خصوصاً گاڑیوں) کی طلب میں متواتر اضافے اور عالمی منڈی میں اہم خام مال کی قیمتوں میں کمی نے اس سال صنعتی پیداوار میں ہونے والی 6.8 فیصد نمو میں اہم کردار ادا کیا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے

کہ عالمی معاشی سست رفتاری اور اس کے نتیجے میں کمزور ہوتی طلب، جو سال کے دوران ملکی برآمدات میں بھی کمی کا باعث بنی تھی، کے باوجود اتنی بلند نمو حاصل ہوئی ہے۔

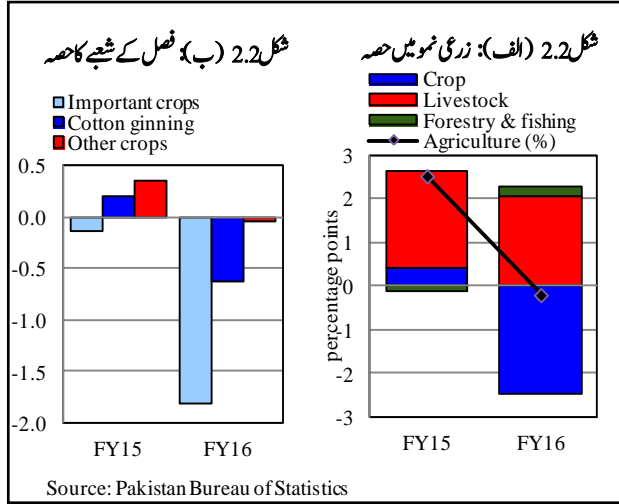
صنعتی کارکردگی میں اس بہتری نے تھوک و خردہ تجارت پر خاصے بالواسطہ اثرات مرتب کیے جو خدمات کے شعبے کا ایک اہم جز ہے۔ ذیلی شعبوں جیسے حکومت کی عمومی خدمات، مالیات اور بیمہ میں بھی گزشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ نمو ہوئی۔ اس طرح، مالی سال 16ء کے دوران خدمات کی شعبے میں 5.7 فیصد کی نمو ہوئی جو گزشتہ برس 4.3 فیصد تھی۔

دوسری جانب زراعت کے شعبے کو اس سال بھی ایک بڑے دھچکے کا سامنا کرنا پڑا۔ گزشتہ برسوں میں خراب موسم نقصانات کا باعث بنا تھا جبکہ اس سال پنجاب میں کپاس کی فصل پر حرشات اور کیڑوں کے حملوں سے نقصان پہنچا۔ کپاس کے نقصانات کے ساتھ ساتھ اس کی ملکی قیمتوں میں کمی نے بھی، خصوصاً جولائی تا ستمبر 2015ء کے دوران، کاشتکاروں کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ ربیع کی اگلی فصل کی بوائی کے لیے اپنے کھیتوں سے کپاس کو ہٹا دیں۔ اس لیے کپاس کی پیداوار میں گزشتہ برس کے مقابلے میں 29 فیصد کمی آئی۔ دیگر اہم فصلوں کی کارکردگی بھی حوصلہ افزا نہیں تھی۔ مالی سال 16ء کے دوران فصلوں کے شعبے کے قدر اضافی میں 6.3 فیصد کمی واقع ہوئی۔ تاہم گلہ بانی کی نمو نے زراعت کے شعبے میں مجموعی طور پر ہونے والی کمی کو 0.2 فیصد تک رکھنے میں مدد دی۔

جی ڈی پی کی نمو کو معاشی استحکام (جیسے کم مہنگائی، محدود مالیاتی خسارہ، بڑی حد تک مستحکم شرح مبادلہ اور زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ) اور امن و امان کی بہتر صورت حال سے بھی فائدہ پہنچا اس کے ساتھ سرکاری پالیسی کی اعانت بھی نمایاں تھی۔ مثلاً، انفراسٹرکچر کے منصوبوں پر زیادہ توجہ کے باعث تعمیرات اور متعلقہ صنعتوں میں نمو ہوئی؛ اپنا روزگار اسکیم نے مسافر کاروں اور کمرشل گاڑیوں کی طلب پیدا کی؛ ایل این جی درآمدات سے بعض صنعتوں اور بجلی کے شعبے کو گیس کی دستیابی میں بہتری آگئی؛ اور کم شرح ہائے سود سے کاروباری اداروں کو مدد ملی۔

توانائی کے شعبے میں گیس و بجلی دونوں کی دستیابی گزشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہی۔ خاص طور پر بجلی کے شعبے کو ایل این جی کی درآمدات سے اور آبی بجلی کی زیادہ پیداوار سے فائدہ پہنچا۔ تاہم ترسیل و تقسیم کے نیٹ ورک کے مسائل اہم رکاوٹ ثابت ہوئے۔

## 2.2 زراعت



گذشتہ چند برسوں سے متعدد موسمی دھچکوں اور اجناس کی کم قیمتوں کی وجہ سے زراعت کا شعبہ دباؤ کا شکار ہے۔<sup>1</sup> مالی سال 16ء بھی مختلف نہیں تھا کیونکہ غیر یقینی اور بھاری بارشوں (جو ایل نیو موسمی رجحان کے اثر کی عکاس ہیں) نے خریف کی فصلوں خصوصاً پنجاب میں کپاس پر مضر اثرات مرتب کیے۔<sup>2</sup> کپاس کی فصل کے نقصانات میں حشرات اور کیڑوں کے حملوں سے مزید اضافہ ہو گیا۔ اس طرح کپاس کی مجموعی پیداوار صرف 9.9 ملین گانٹھوں تک پہنچ سکی جو گذشتہ برس حاصل ہونے والی سطح سے 29 فیصد کم تھی۔ دراصل کپاس سے متعلق نقصانات اتنے بھاری تھے کہ انہوں نے گندم، گنے اور گلہ بانی میں ہونے والی بہتر نمو کا اثر زائل کر دیا۔<sup>3</sup> چنانچہ زراعت کے شعبے سے قدر اضافی میں 0.2 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ برس 2.5 فیصد نمو ہوئی تھی (شکل 2.2)۔

خام مال کا استعمال بھی اتنا حوصلہ افزا نہیں تھا خصوصاً خریف کے دوران جب یوریا کے استعمال میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 10.7 فیصد کمی آئی اور پانی کی دستیابی 5 فیصد تک کم ہو گئی۔ اس کے علاوہ مالی سال 16ء کے دوران زرعی اجناس کی عالمی قیمتوں میں مزید کمی نے کاشت کاروں اور پالیسی سازوں دونوں کو درپیش مشکلات میں اضافہ کر دیا۔<sup>4</sup> حکومت کی جانب سے خام مال کی قیمتوں پر اعانت نے گندم اور گنے کے کاشت کاروں کو بڑی حد تک بین الاقوامی منڈیوں میں اجناس کی کمزور قیمتوں کے اثرات سے محفوظ رکھا۔<sup>5</sup> تاہم کپاس اور چاول کے کاشت کاروں کو اس وقت تک بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب ان اجناس کی قیمتوں میں کمی کے باعث ان کی آمدنی میں کمی آگئی تھی۔ حکومت نے کاشت کاروں کی اعانت کے لیے زراعت کے شعبے میں 341 ارب روپے کے ایک ریلیف پیکیج کا اعلان کیا جس میں براہ راست نقد اعانت اور

<sup>1</sup> جولائی 2010ء کے سیلاب کے بعد، جو حالیہ تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، ملک کو عملی طور پر ہر برس چھوٹے لیکن شدید موسمی دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اگست 2011ء میں وسطی و جنوبی سندھ میں آنے والے سیلاب نے کپاس کی فصل کو نقصان پہنچایا۔ 2012ء کی مون سون بارشوں نے جنوبی پنجاب اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں چاول اور کپاس کی فصل کو بری طرح متاثر کیا۔ اگست 2013ء میں سیلاب نے دوبارہ وسطی پنجاب میں کپاس کی فصل کو تباہ کر دیا۔ ستمبر 2014ء کے سیلاب کپاس، چاول اور گنے کی فصل کے لیے مضر ثابت ہوئے، خصوصاً چنگ، مظفر گڑھ، ملتان اور سرگودھا میں۔ بعد ازاں، گنے کی فصل کو اپریل 2015ء میں خصوصاً خیبر پختونخوا اور پنجاب میں ژالہ باری سے نقصان پہنچا۔

<sup>2</sup> ایل نیو دنیا بھر کے موسم پر شدید اثرات مرتب کرتا ہے۔ گذشتہ ایل نیو (جو وسط 2014ء میں تشکیل پایا تھا اور وسط 2016ء تک جاری رہا) اب تک ریکارڈ کیے جانے والوں میں طاقتور ترین تھا جس کے نتیجے میں عالمی درجہ حرارت انتہائی سطح تک پہنچ گیا (امریکہ کی موسمیاتی سوسائٹی نے 2015ء کو کرہ ارض کی ریکارڈ شدہ تاریخ کا گرم ترین سال قرار دیا تھا)۔ قومی بحری و ماحولیاتی ایڈمنسٹریشن (یو ایس اے) کے مطابق ایل نیو بحر ہند میں مون سون کے آغاز میں تاخیر کا سبب بنا اور جس کی وجہ سے برصغیر میں بارش کا رجحان غیر یقینی ہو گیا۔

<sup>3</sup> کپاس کی فصل کے علاوہ زرعی شعبہ تقریباً 2 فیصد نمو کو ظاہر کر رہا ہے، جو کم و بیش گذشتہ برس کی سطح پر تھا۔

<sup>4</sup> آخر جون 2016ء تک گذشتہ پانچ برسوں کے دوران زرعی اجناس کے لیے عالمی بینک کی قیمت کے اشارے میں تقریباً 23 فیصد کمی آئی ہے۔

<sup>5</sup> مثلاً، حکومت نے 16-2015ء کے لیے گندم کی امدادی قیمت کو 1,300 روپے فی 40 کلوگرام پر برقرار رکھا جو کہ تقریباً 312 ڈالر فی میٹرک ٹن بنتا ہے۔ اس سطح پر کئی سرکاری امدادی قیمت مالی سال 16ء کے دوران شکاگو بورڈ آف ٹریڈ کی گندم کے لیے 170.8 ڈالر کی اوسط سے کہیں زیادہ تھی۔ اسی طرح، سندھ اور پنجاب کی صوبائی حکومتوں نے چینی کی علاقہ کی قیمت کے لیے بالترتیب 172 روپے اور 180 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کی تھی جس کے نتیجے میں ملکی منڈی میں گنے کی قیمت اوسطاً 62.5 روپے فی کلوگرام (یا 600 ڈالر فی میٹرک ٹن) رہی۔ ایک بار پھر یہ قیمت مالی سال 16ء کے لیے عالمی منڈی میں 418.9 ڈالر کی اوسط کے مقابلے میں خاصی بلند ہے۔ کپاس اور چاول کے لیے ایسی امدادی قیمت دستیاب نہیں تھی۔

جدول 2.1: اہم فصلوں کی کارکردگی					
موسم (فیصد)					
م 14ء	م 15ء	م 16ء	م 15ء	م 16ء	م 16ء
رقبہ (ہزار ہیکٹر میں)					
کپاس	2,806	2,961	2,902	5.5	-2.0
چاول	2,789	2,891	2,740	3.7	-5.2
گنا	1,173	1,140	1,132	-2.8	-0.7
گندم	9,199	9,204	9,260	0.1	0.6
مکئی	1,168	1,142	1,160	-2.2	1.6
پیداوار (ہزار ٹن میں؛ کپاس کے لیے ہزار گانٹھیں)					
کپاس	12,769	13,960	9,917	9.3	-29.0
چاول	6,798	7,003	6,801	3.0	-2.9
گنا	67,460	62,826	65,482	-6.9	4.2
گندم	25,979	25,086	25,483	-3.4	1.6
مکئی	4,944	4,937	4,984	-0.1	1.0
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)					
کپاس	774	802	581	3.6	-27.6
چاول	2,437	2,422	2,482	-0.6	2.5
گنا	57,560	55,111	57,846	-4.3	5.0
گندم	2,824	2,726	2,752	-3.5	1.0
مکئی	4,233	4,323	4,297	2.1	-0.6

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

آسان زرعی قرضوں کی فراہمی شامل تھی۔<sup>6</sup> اس پیکیج میں حکومت نے زرعی شعبے کے لیے بعض ٹیکس رعایات کا اعلان بھی کیا اور ملک میں کھاد کی قیمت میں کمی کے لیے ایک فنڈ بھی قائم کیا گیا۔

پالیسی کے حوالے سے ایک اور دشواری گذشتہ برسوں کے دوران گندم اور چینی کے ذخائر میں بتدریج اضافے سے متعلق تھی۔<sup>7</sup> خصوصاً، گندم اور گنے کی فصلوں کی پرکشش اعانتی قیمتوں کے باعث ان کی پیداوار بڑھ کر ایسی سطح پر پہنچ گئی جو ان کی ملکی صرف سے بھی بلند تھی۔ اگرچہ حکومت نے فاضل ذخائر کی برآمد پر بلند ریہیٹ کی پیشکش کی تھی لیکن یہ اقدام بھی ملکی اور بین الاقوامی قیمتوں کے درمیان وسیع تر فرق کے باعث برآمدات میں اضافے کے لیے ناکافی ثابت ہوا (تیسرا باب)۔

## 2.2.1 فصل کا شعبہ

مالی سال 16ء کے دوران کپاس کی پیداوار 15.5 ملین گانٹھوں کا بدف بڑے فرق سے حاصل نہ کر سکی کیونکہ 9.9 ملین گانٹھوں کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں 29 فیصد کم ہے (جدول 2.1)۔<sup>8</sup> بے وقت اور زیادہ بارشوں، خصوصاً ایل منو موسمی رجحان سے متعلق، سے فصلوں کو براہ راست نقصان پہنچا اور پہلے دی گئی کھاد اور کیڑے مار ادویات اس میں بہہ گئی تھیں۔ موسم

میں نمی اور معتدل درجہ حرارت سفید مکھی اور سنڈیوں (خصوصاً گلابی سنڈی) کے حملوں کا باعث بنا جس کا نتیجہ فصلوں کو خاطر خواہ نقصان کی صورت میں نکلا۔

کاشت کاروں کو اس وقت دھچکے کا سامنا کرنا پڑا جب ملکی منڈی میں کپاس کی قیمتوں میں خاصی کمی (17.8 فیصد) واقع ہوئی، خصوصاً جولائی تا ستمبر 2015ء کے دوران۔ کپاس کے خاطر خواہ ذخائر اور سستی (اور بہتر معیار کی حامل) کپاس کی درآمد کے باعث ملکی قیمتیں کم رہیں۔<sup>9</sup> کپاس کی قیمتوں میں کمی نے کاشت کاروں کو ترغیب دی کہ وہ نقصانات کو کم سے کم کرنے (تیسری یا چوتھی چٹائی کا انتظار کرنے کے بجائے) کے لیے اپنے کھیتوں سے کپاس کو ہٹا دیں جس کے نتیجے میں کپاس کی پیداوار ایت مزید کم ہو گئی۔

<sup>6</sup> براہ راست نقد اعانت میں چاول اور کپاس کے ان کاشت کاروں کے لیے 40 ارب روپے کی ذرائع اعانت شامل تھی جن کے پاس 12.5 ایکڑ زمین تھی۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے باکس 2.1، پاکستان کی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 16ء۔

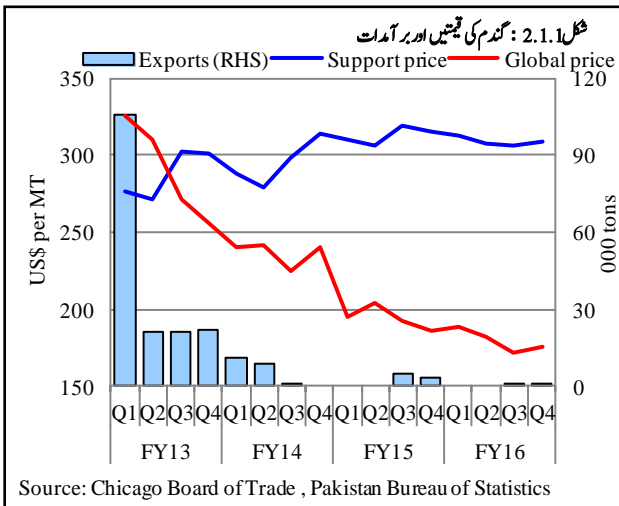
<sup>7</sup> یکم مئی 2016ء تک خریداری کرنے والی سرکاری ایجنسیوں کے پاس گندم کے ذخائر بڑھ کر 5.0 ملین ٹن تک پہنچ گئے جو ایک سال قبل 3.4 ملین ٹن تھے (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 16-2015ء)۔ اسی طرح چینی کے بقیہ ذخائر اکتوبر 2015ء تک بڑھ کر 1.3 ملین ٹن تک پہنچ چکے تھے، امکان ہے کہ اکتوبر 2016ء تک یہ بڑھ کر 1.6 ملین ٹن تک پہنچ جائیں گے (ماخذ: پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن)۔

<sup>8</sup> پچھلی بار کپاس کی پیداوار میں اتنی بھاری کمی مالی سال 93ء میں دیکھنے میں آئی تھی جب اس کی پیداوار میں 29.4 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

<sup>9</sup> خام کپاس کی درآمد مالی سال 16ء میں بڑھ کر 0.43 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو گذشتہ برس 0.15 ملین ٹن تھی۔

تاہم، کپاس کی جلدی کٹائی کے باعث گندم اور گنے کی فصلوں کی بروقت بوائی کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، بلند امدادی قیمت نے گندم اگانے والوں کو خاصی مالی ترغیب دی جس کے نتیجے میں مسلسل تیسرے برس نہ صرف گندم کے زیر کاشت رقبہ ریکارڈ بلند ترین سطح تک پہنچ گیا بلکہ پیداوار بھی بڑھ کر 25.5 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو مالی سال 14ء میں حاصل ہونے والی 26.0 ملین ٹن کی بلند ترین پیداوار کے بہت قریب ہے۔ یہ دوسرا برس تھا جب گندم کی پیداوار اس کے ملکی صرف سے تجاوز کر گئی اور اس کے نتیجے میں ملک کے گندم کے ذخائر میں مزید اضافہ ہو گیا۔<sup>10</sup> اس اضافی ذخیرے کو فروخت کرنا حکومت کے لیے پالیسی کے حوالے سے ایک اہم دشواری بن چکی ہے (باکس 2.1)۔

#### باکس 2.1: گندم کے بڑھتے ہوئے ذخائر



Source: Chicago Board of Trade, Pakistan Bureau of Statistics

مئی 2016ء کے اوائل میں گندم کے ذخائر بڑھ کر 5 ملین ٹن تک پہنچ گئے جو کہ مئی 2015ء کی سطح کے مقابلے میں 50 فیصد زیادہ ہے۔ گندم کے بلند ہوتے ذخائر حکومت کے لیے ایک بڑے پالیسی مسئلے کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ مالی سال 15ء کے دوران وفاقی اور صوبائی حکام نے 1.2 ملین ٹن گندم کی درآمد کے لیے مجموعی طور پر 90 ڈالر فی ٹن کے مجموعی ذرائع کا اعلان کیا تھا۔ اس ترغیب کے باوجود صرف 7 فیصد درآمدی ہدف حاصل کیا جاسکا۔ مالی سال 16ء کے دوران بھی صورت حال میں کمی و بیش کوئی تبدیلی نہیں آئی، جب حکومت نے درآمدی ذرائع کو مالی سال 15ء کی سطح پر رکھا تھا لیکن اس کی برآمدات کے لیے 0.6 ملین ٹن کا ہدف مقرر کیا گیا تھا۔<sup>11</sup> اصل برآمدات صرف 8,000 ٹن تک پہنچ سکیں (ہدف کا 1.3 فیصد)۔

اس سال ملکی و بین الاقوامی قیمتوں کے درمیان فرق مزید وسیع ہو گیا ہے (فصل 2.1.1)۔ اگرچہ حکومت نے گندم کی خریداری کی قیمت 1,300 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کی ہے لیکن کمزور عالمی قیمتوں نے اس کے پرییم کو بڑھا کر 70 فیصد سے زائد کر دیا جو گزشتہ برس 65 فیصد تھا۔<sup>12</sup> مزید برآں، گندم کی عالمی قیمت میں مستقبل قریب میں اضافہ متوقع نہیں ہے کیونکہ اس کے عالمی ذخائر ابھی تک بلند سطح پر ہیں اور بہتر فصل کے باعث توقع ہے کہ گندم کے ذخائر مزید بڑھ جائیں گے۔<sup>14</sup> ان حالات میں حکومت کے لیے اس کی برآمدات پر بھاری ذرائع کے باوجود بڑھتے ہوئے ذخائر کو کم کرنے میں مشکلات درپیش ہیں۔ اس بڑے ذخیرے سے نجات حاصل کرنے کی صلاحیت کے فقدان کے نتیجے میں اس کی لاگت بھی بڑھ جاتی ہے جیسے فڈنگ اخراجات کا بڑھنا، چوری، اور کیڑوں اور فٹنس گٹنے کے باعث معیار کا بگاڑ۔ اس کا مطلب ہے کہ گندم کے کاشت کاروں کو گر کر ہوئی عالمی قیمتوں سے تحفظ فراہم کرنے کی خواہش کا نتیجہ پالیسی کی مشکلات بڑھنے کی صورت میں نکلا ہے کیونکہ گندم کے ذخائر کو برقرار رکھنے یا فروخت کرنے پر دونوں پر خاصی لاگت آتی ہے۔

گنے کی فصل سال کے لیے مقررہ 68 ملین ٹن کا ہدف حاصل نہ کرنے کے باوجود 4.2 فیصد کی معتدل نمو کے ساتھ بڑھ کر 65.5 ملین ٹن تک پہنچ گئی۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ اتنی نمو بلند پیداواریت کے سبب ہوئی کیونکہ گنے کے زیر کاشت رقبے میں معمولی کمی واقع ہوئی تھی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ گنے کی بازاری قیمت بڑی حد تک کاشت کاروں کے حق میں رہی ہے جس سے ان کے مارجن میں اضافہ ہو گیا ہے۔<sup>15</sup> تاہم نقد رقوم کے مسائل سے دوچار چینی کے کچھ کارخانوں نے کاشت کاروں کو ادائیگیوں میں تاخیر کر دی تھی۔

<sup>10</sup> امریکہ کے محکمہ زراعت (یو ایس ڈی اے) نے پاکستان کے ملکی صرف کے لیے 24.5 ملین ٹن کا تخمینہ لگایا ہے۔

<sup>11</sup> ماخذ: وزارت خزانہ پریس ریلیز نمبر 1467، جنوری 2016ء۔

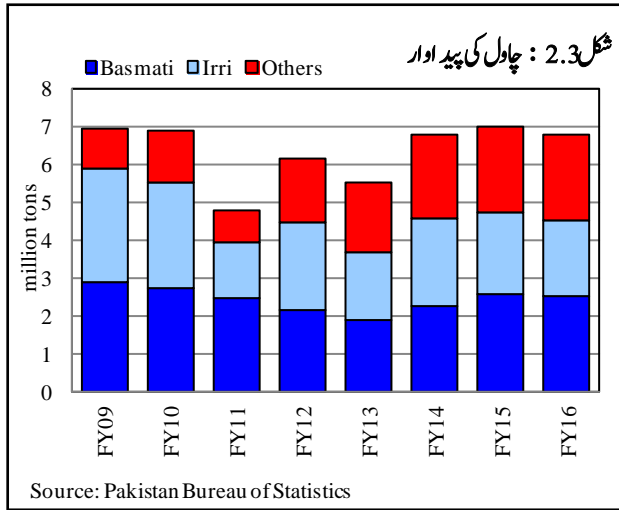
<sup>12</sup> 1,300 روپے فی 40 کلوگرام پر گندم کی امدادی قیمت کا مطلب ہے 310 ڈالر فی ٹن (104.4 روپے فی امریکی ڈالر کی شرح مبادلہ پر)۔ اس کے مقابلے میں مالی سال 16ء کے دوران یو ایس ہارڈ ویئر گندم کی خرید و فروخت 179 ڈالر فی ٹن کی اوسط شرح پر کی گئی (ماخذ: سی بی اوٹی)۔

<sup>13</sup> حکومت نے اپنی نامزد ایجنسیوں کے ذریعے اس سال 5.9 ملین ٹن سے زائد گندم خریدی ہے۔ گزشتہ برس یہ ایجنسیاں 5.3 ملین ٹن کی خریداری کر سکی تھیں۔

<sup>14</sup> ماخذ: امریکہ کا محکمہ زراعت۔

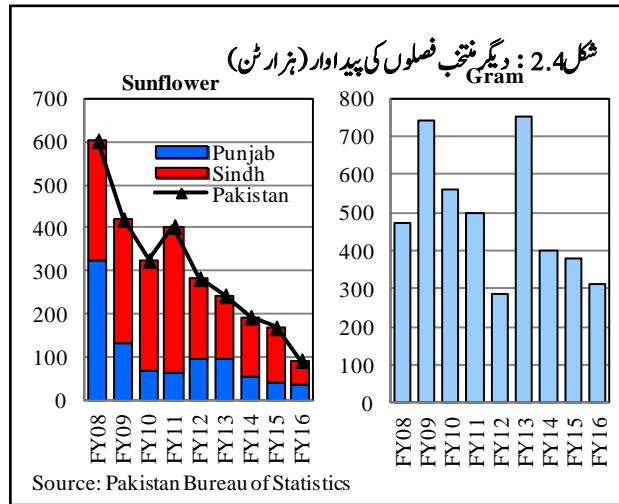
<sup>15</sup> اگرچہ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے گنے کی امدادی قیمت کے لیے 180 روپے اور 172 روپے فی 40 کلوگرام کی علاقائی قیمت کا اعلان کیا تھا تاہم منڈی کی قیمتیں نشانہ سطر سے بلند رہیں۔



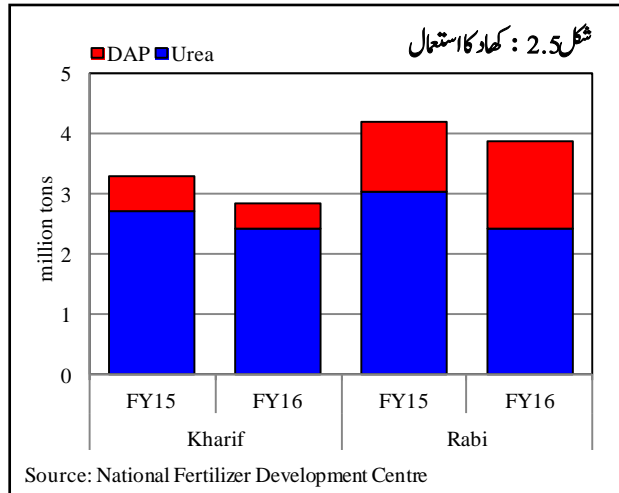


مالی سال 16ء کے دوران چاول کی پیداوار میں 2.9 فیصد کمی ہوئی جس کی اہم وجہ زیر کاشت رقبے میں کمی تھی۔ اگرچہ پیداوار میں کچھ درستی متوقع تھی (کیونکہ یہ فصل گذشتہ برس تاریخ کی بلند ترین سطح 7.0 ملین ٹن حاصل کر چکی تھی) تاہم منڈی کی قیمتوں سے بھی کاشت کاروں کی کچھ حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔

ملکی منڈی میں مسلسل فاضل چاول کی بدولت کی قیمتیں کم رہی ہیں۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران اس فصل کی پیداوار میں خاصا اضافہ ہوا ہے (شکل 2.3)۔<sup>16</sup> تاہم ملکی صرف میں کمزور نمو اور برآمدی منڈی میں بھارت سے مسابقت (خصوصاً باسستی قسم میں) کے باعث ملکی منڈی میں رسد وافر ہوگئی جس سے قیمتوں میں کمی کا دباؤ بڑھ گیا۔<sup>17</sup> مزید دباؤ عالمی منڈی میں چاول کی قیمتوں میں کمی سے آیا۔



’دیگر فصلوں‘ کی قدر اضافی میں 0.3 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 3.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یہ کمی وسیع البیناد تھی کیونکہ بیشتر اجزاء (دالیں، پھل، روغنی بیج اور چارہ) کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔<sup>18</sup> خصوصاً چنے کی فصل (دالوں میں) اور سورج مکھی کی فصل (روغنی بیجوں میں) میں کمی کا رجحان جاری رہا اور رقبہ و یافت دونوں میں کمی واقع ہوئی (شکل 2.4)۔ موسمی اثرات کی وجہ سے چنے کی فصل کی یافت کا رجحان ہمیشہ ناقابل پیش گوئی رہا ہے۔ دوسری جانب، گندم کی بلند نفع یابی نے سورج مکھی کے زیر کاشت رقبہ کو کم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔



### خام مال کی صورت حال

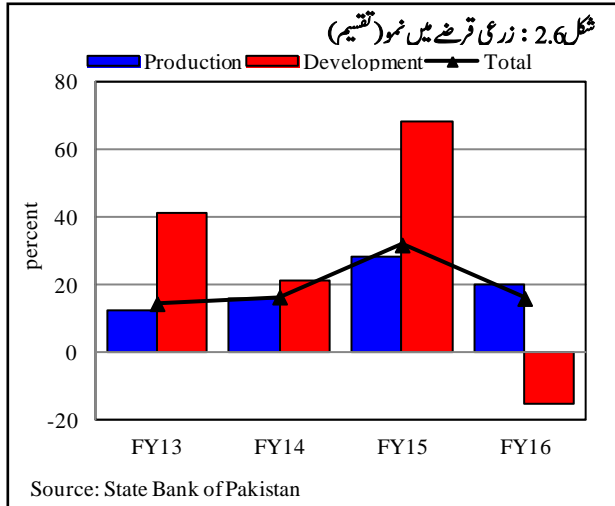
بلند پیداوار اور بروقت درآمدات کی وجہ سے خاطر خواہ ملکی رسد کے باوجود یوریا کے مجموعی استعمال میں 15.6 فیصد کمی آئی (شکل 2.5)۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، دیہی آمدنی پر بڑھتا ہوا یوریا کی طلب میں مسلسل کمی کا ایک اہم سبب ہے۔

کھاد کے مجموعی استعمال میں کمی خریف کے موسم میں زیادہ نمایاں تھی۔ یوریا اور ڈی اے پی دونوں کی طلب میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بالترتیب

<sup>16</sup> چاول کی پیداوار میں 2010ء کے دوران آنے والے سیلاب کے نتیجے میں شدید نقصانات کا سامنا کرنے کے بعد بحال ہو چکی ہے (مالی سال 14ء تا 16ء کے دوران 6.87 ملین ٹن کی اوسط پیداوار مالی سال 11ء تا 13ء کے دوران حاصل ہونے والی پیداوار سے 25 فیصد بلند ہے)۔ تاہم، بلند یافت کی حامل دیگر اقسام کی پیداوار ’باسستی‘ اور ’اری‘ چاول دونوں کی جگہ لے رہی ہے۔

<sup>17</sup> باسستی اقسام کی اوسط قیمت ملکی منڈی میں 13 تا 16 فیصد تک گر گئی۔

<sup>18</sup> پھل اور چارہ جو دیگر فصلوں میں تقریباً 55 فیصد قدر اضافی کو ظاہر کرتا ہے، اس میں زیر جائزہ مدت کے دوران 1.6 فیصد کمی واقع ہوئی۔



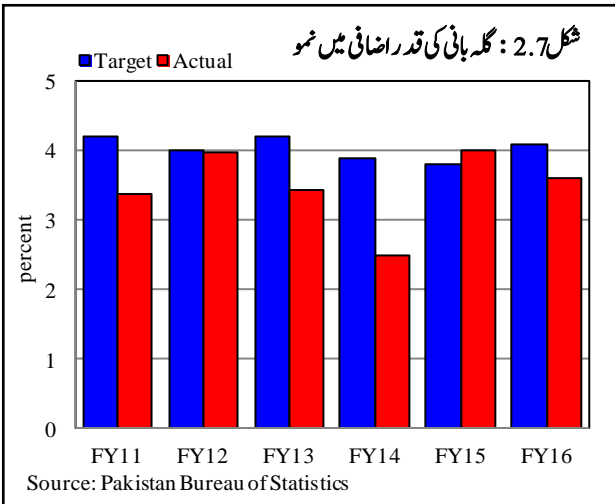
10.7 فیصد اور 26.2 فیصد کی آئی۔ رینج کے موسم میں یوریا کی طلب میں مزید 20.0 فیصد کی آئی جبکہ ڈی اے پی کے استعمال میں سال بسال بنیادوں پر 26.6 فیصد بحالی ہوئی۔ زراعت پر مبنی درآمدات کی دستیابی رینج کے دوران ڈی اے پی کی طلب میں اس اضافے کی وضاحت کرتی ہے۔

ایک اور اہم زرعی خام مال پانی کی مجموعی دستیابی بھی گزشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی (خریف میں 5 فیصد اور رینج کے سیزن میں مزید ایک فیصد کم)۔

مالی سال 16ء کے دوران زرعی قرضے کی خام تقسیم 16 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 0.6 ٹریلین روپے کی حد تک پہنچ گئی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ بلند نمو گزشتہ برس ہونے والے 31.8 فیصد اضافے کے بعد حاصل ہوئی۔ ترقیاتی قرضوں میں 15.6 فیصد کی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس 68.2 فیصد کا اضافہ ہوا تھا (شکل 2.6)۔<sup>19</sup>

## 2.2.2 گلہ بانی<sup>20</sup>

پاکستان جیسی ترقی پذیر معیشت کے لیے گلہ بانی کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ گزر اوقات کا ایک اہم ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے کاشت کار برادری کے لیے آمدنی و روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، یہ نقصانات اور دھچکوں سے تحفظ فراہم کرتی ہے، زرخیزی اور نقل و حمل کے جانوروں کی فراہمی اور غذا کے ایک اہم ذریعے کے طور پر کام کرتی ہے۔<sup>21</sup> مالی سال 16ء کے دوران جی ڈی پی کی مجموعی قدر اضافی میں اس ذیلی شعبے کا حصہ 11.6 فیصد تھا جو کہ جی ڈی پی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے 10.9 فیصد حصے سے زیادہ ہے۔

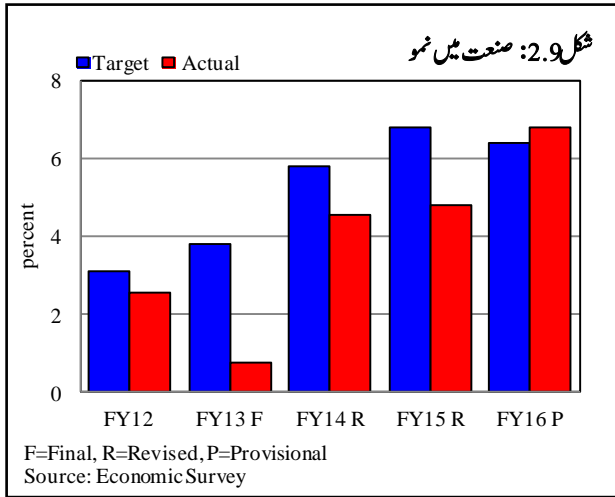
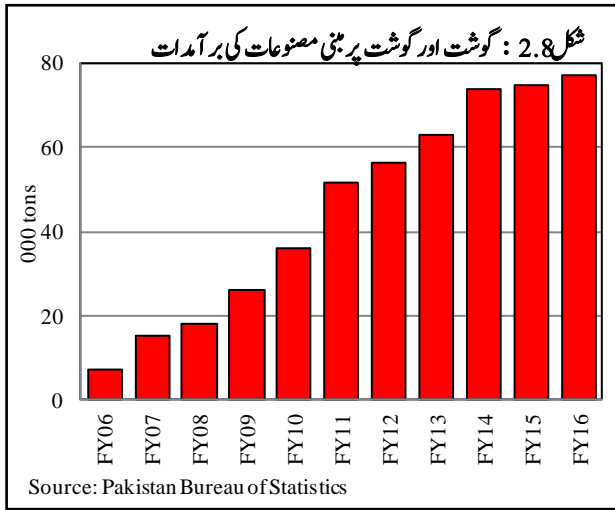


مالی سال 16ء کے دوران گلہ بانی کی شرح نمو 3.6 فیصد رہی جبکہ مالی سال 15ء میں 4.0 فیصد تھی (شکل 2.7)۔ قدر اضافی کی حامل گلہ بانی مصنوعات کی طلب میں متعدد عوامل کی وجہ سے اضافہ ہو رہا ہے جن میں آبادی میں اضافہ، آمدنی کا بڑھنا، شہری آبادی کا پھیلاؤ اور غذا میں تبدیلی شامل ہیں۔ اس تبدیلی کو نئی اور بہتر خوردہ فروشی، تقسیم، بازار کاری کی تکنیکوں، مینڈے اسٹورز کے کھلنے اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق بلند قدر کی حامل ریفریجریٹ کی گئی مصنوعات کی مال برداری کی بہتر سہولتوں سے تقویت ملی ہے۔ ایسے نئے رجحانات نے کئی مصنوعات کی عمر میں اضافہ کر دیا ہے، زیاں میں کمی آئی ہے اور صارفین خصوصاً شہری صارفین کو سہولت ملی ہے۔

<sup>19</sup> مالی سال 16ء کے دوران ٹریکٹر سازی میں ہونے والی 28.6 فیصد کمی سے سال کے دوران ترقیاتی قرضوں میں کمی ظاہر ہوتی ہے۔

<sup>20</sup> گلہ بانی کے شعبے میں جانوروں (مویشی، بیل، بھیڑ، بکری، اونٹ، گھوڑا، گدھا اور خچر) کی تعداد اور ان کی مصنوعات (دودھ، گوشت، کھالیں، ہڈیاں، انڈے، اون اور بال وغیرہ) شامل ہیں۔

<sup>21</sup> پاکستان میں 80 لاکھ سے زائد خاندان جانوروں کی پرورش میں مصروف ہیں (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2014-15ء)۔



حکومت نے بھی مالی سال 15ء کے وفاقی بجٹ میں حلال گوشت کی پیداوار کے کارخانے لگانے والی کمپنیوں کو 4 برسوں تک ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ اس سہولت سے فوجی میٹ لمیٹڈ (ایف ایم ایل) کے قیام میں مدد ملی جو کہ فوجی فریڈلائزر بن قاسم لمیٹڈ کا ایک ذیلی ادارہ ہے اور ملک میں حلال ذبح خانے اور گوشت کی پروسیسنگ کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ گوشت کے ایک صفِ اول کے برآمد کنندہ اور خوردہ فروش الشہیر کارپوریشن نے جون 2015ء میں اپنی اولین عوامی پیشکش (آئی پی او) کو اسٹاک مارکیٹ فہرست میں درج کرایا ہے۔ ایک اور اہم پیش رفت میں حکومت نے بھی پاکستان حلال اتھارٹی قائم کی ہے تاکہ حلال غذائی مصنوعات کی تجارت کو فروغ دیا جاسکے۔ خصوصاً، ضوابطی طریقہ کار متعارف ہونے سے حلال غذا کی سرٹیفیکیشن کے معیارات کو تقویت ملے گی اور یہ حلال گوشت اور گوشت پر مبنی مصنوعات کی برآمدات بڑھانے میں انتہائی اہم ثابت ہو گا۔ فی الوقت پاکستان خلیج اور مشرقی ایشیائی خطے (بیشتر تھائی لینڈ اور ویت نام) کو زندہ جانوروں اور گوشت کی مصنوعات برآمد کرتا ہے۔ یہ برآمدات نہ صرف گزشتہ کئی برسوں سے منجمد ہیں (شکل 2.8) بلکہ ان میں پست قدر اضافی کی حامل اشیاء (جیسے جانوروں کے اجسام) کے حصے کو بالادستی حاصل ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ حلال معیارات کے نفاذ سے غذا کی پروسیسنگ کرنے والی فرموں کو یورپی یونین اور امریکہ میں قابل اطلاق کوالٹی کے معیارات کے حصول میں مدد ملے گی۔

آخر میں امکان ہے کہ گلہ بانی کے شعبے کو گوشت کی پروسیسنگ میں استعمال ہونے والی مشینری کی درآمدات پر عائد کسٹم ڈیوٹی میں حالیہ کمی سے بھی فائدہ پہنچے گا۔

## 2.3 صنعت

مالی سال 16ء کے دوران پوری صنعت میں 6.8 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی جو گزشتہ برس 4.8 فیصد تھی (شکل 2.9)۔ مالی سال 08ء کے بعد بلند ترین نمو حاصل کرنے کے علاوہ صنعت نے گزشتہ 12 برسوں میں پہلی مرتبہ سالانہ منصوبے میں مقرر کردہ ہدف سے تجاوز کیا (جدول 2.2)۔ لیکن اس نمو میں کچھ کمی ہو سکتی ہے کیونکہ پورے سال کے لیے بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی کارکردگی توقع سے کمزور رہی ہے۔<sup>22</sup>

<sup>22</sup> مالی سال 16ء کے دوران صنعتی شعبے میں 6.8 فیصد اضافے میں بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں 4.6 فیصد کی نمو فرض کی گئی ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے تخمینے قومی آمدنی کھاتوں کو ترتیب دیتے وقت دستیاب جزوی معلومات پر مبنی تھے۔ مالی سال 16ء میں بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی نمو پورے سال کی معلومات کی بنیاد پر تھی جو 3.2 فیصد بنتی ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ عالمی معیشت کے متعلق غیر یقینی صورت حال کے تسلسل اور کمزور بیرونی طلب کے باوجود صنعتی نمو میں بہتری آئی ہے۔ اس میں متعدد عوامل نے کردار ادا کیا۔ معاون اقتصادی پالیسیاں (کم شرح ہائے سود، مستحکم شرح مبادلہ اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر اخراجات میں اضافہ)، معاشی استحکام (کم مہنگائی، زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ)، امن و امان کی بہتر صورت حال اور توانائی کی بہتر دستیابی اس صحت مند کارکردگی کے حصول میں معاون ثابت ہوئی ہے۔

چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت سرمایہ کاریوں کے باعث آگے چل کر اس کارکردگی کی رفتار میں تیزی آسکتی ہے۔ چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت تعمیرات اور توانائی کے منصوبوں کے براہ راست اثرات کو اکثر اجاگر کیا

جدول 2.2: صنعت میں نمو

نوم فیصد میں اور حصہ فیصدی درجے میں

صنعت	حصہ	موسم 15ء	موسم 16ء	موسم 15ء	موسم 16ء
صنعت	20.9	4.8	6.8	4.8	6.8
کان کنی و کوہ کنی	3.3	4	6.8	0.6	1.0
ایشیاسازی	13.8	3.9	5.0	2.6	3.3
بڑا لپٹانہ	11.7	3.3	4.6	1.8	2.4
چھوٹا لپٹانہ	1.2	8.2	8.2	0.7	0.7
ذبیحہ	0.9	3.4	3.6	0.2	0.2
بجلی کی پیداوار و تقسیم اور گیس کی تقسیم	1.4	12	12.2	0.9	1.0
تعمیرات	2.4	6.2	13.1	0.7	1.5

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جاتا ہے لیکن جس بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے وہ منصوبہ بندی کے مطابق ملک بھر میں اسپیشل اکنامک زونز کو ترقی دینا ہے۔ یہ اسپیشل اکنامک زونز ملک کی صنعتی ترقی کے لیے ایک بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ اقتصادی زونز نے کئی ایشیائی معیشتوں کی صنعتی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اب تک پاکستان بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے، صنعت کاری اور معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے اسپیشل اکنامک زونز کا آپشن استعمال کرنے میں اپنے جنوب ایشیائی ہم پلہ ممالک سے بھی پیچھے رہا ہے (بکس 2.2)۔

#### بکس 2.2: خصوصی اقتصادی زون اور اقتصادی ترقی

حکومت نے چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت 29 اسپیشل اکنامک زونز یعنی خصوصی اقتصادی زونز کی منصوبہ بندی کی ہے۔ اس مقصد کے تحت وفاقی حکومت نے صوبوں سے کہا ہے کہ وہ چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت متعلقہ علاقوں میں ان زونز کے قیام کے لیے مقامات کی نشاندہی کریں۔ ان منصوبوں کی تکمیل سے یہ زونز ملک کی پیداواری گنجائش اور برآمدی بنیاد کو بڑھانے اور ملکی معیشت کے ساتھ ان کے گہرے روابط کے ذریعے معاشی و معاشرتی ترقی کو بڑی تحریک فراہم کر سکتے ہیں۔

خصوصی اقتصادی زونز کا تصور نیا نہیں ہے کیونکہ اس کا تجربہ پہلی بار امریکہ نے 1937ء میں کیا تھا۔<sup>23</sup> یہ خیال دیگر ممالک کے لیے بھی پرکشش تھا کیونکہ اس سے انہیں اپنی مسابقت میں اضافہ، بیرونی سرمایہ کاری کو متوجہ کرنے اور برآمدات کو متنوع بنانے کا موقع مل گیا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کئی ممالک نے اس کے ذریعے خالص مل رکاوٹوں کو برقرار رکھا اور ملازمتوں کے مواقع پیدا کیے۔ کئی ترقی پذیر ممالک، خصوصاً مشرقی ایشیائی اس فریم ورک کو پالیسی آلے کے طور پر معاشی نمو و صنعت کاری کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیا ہے۔ پاکستان بھی اس حکمت عملی کو بعض انڈسٹریل اسٹریٹجی اور ایکسپورٹ پروموسیگ زونز تخلیق کرنے کے لیے اختیار کر چکا ہے۔

تاہم ممالک کے تجربات کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر اقتصادی زون اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب نہیں رہا ہے۔ مشرقی ایشیا اور لاطینی امریکہ میں یہ تجربہ کامیاب ترین رہا ہے جبکہ امدادی ممالک کی جانب سے تکنیکی امداد اور فنڈنگ کی فراہمی کے باوجود افریقی زونز کی اکثریت اتنی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ پاکستان کے اقتصادی زونز بھی صنعتی ترقی، سرمایہ کاری و برآمدات کو بڑھانے میں بڑی حد تک غیر موثر ثابت ہوئے ہیں۔<sup>24</sup> اس پس منظر میں چین پاک اقتصادی راہداری کے تحت اس حکمت عملی پر دوبارہ زور دینا خوش آئند پیش رفت ہے کیونکہ اس سے پاکستان کو چین کے کامیاب تجربے سے سیکھنے کا موقع ملے گا۔<sup>25</sup>

پاکستان میں ایس ای زیڈ ایکٹ نظم و نسق کا ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جس کے تحت وفاقی و صوبائی دونوں حکومتوں کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ مختلف انتظامی فریم ورکس کے دائرے میں اقتصادی زون تشکیل دے سکتے ہیں۔ خصوصی اقتصادی زون مکمل طور پر حکومتی سربراہی میں قائم کیا جاسکتا ہے یا پھر نجی شعبے کی شراکت سے کام کر سکتا ہے (سرکاری و نجی شراکت داری کے مختلف طریقوں کے تحت) یا پھر نجی شعبے کے ذریعے خصوصی طور پر کام کر سکتا ہے۔ اس کا خواہ کوئی بھی بندوبست کیا جائے اہم بات یہ ہے کہ ضوابطی و انتظامی دونوں اداروں کے پاس ضروری اختیارات، خود مختاری اور فنڈنگ دستیاب ہو۔ انتظامی ادارے جنہیں زونز کو ترقی دینے، چلانے اور ضابطہ کاری کے لیے قائم کیا جاتا ہے، ان کی کمزوری خصوصی اقتصادی زونز کی خراب کارکردگی پر متوجہ ہوتی ہے۔

<sup>23</sup> 1934ء میں امریکی کانگریس کی جانب سے فری ٹریڈ زون ایکٹ کی منظوری کے بعد دنیا کا پہلا اقتصادی زون 1937ء میں نیویارک میں قائم کیا گیا تھا۔

<sup>24</sup> مثلاً، بلوچستان کی حب انڈسٹریل و ٹریڈنگ اسٹٹ (1982ء میں قائم کردہ) اور خیبر پختونخوا میں گدون امانز انڈسٹریل اسٹٹ (1990ء میں قائم کردہ) ضروری انفراسٹرکچر کے فقدان کے سبب پھل پھول نہیں سکے۔ اسی طرح پنجاب میں سندھ انڈسٹریل اسٹٹ 2007ء میں قائم کیا گیا تھا اور بجلی و گیس کی عدم دستیابی کے سبب اپنی سرگرمیاں شروع کرنے سے قاصر رہا۔

<sup>25</sup> یہ امید اس حقیقت سے پیدا ہوئی ہے کہ چین نے اپنی معیشت کو نئی ہیئت دینے کے لیے ایس ای زیڈ نڈال کا تجربہ کامیابی کے ساتھ کیا ہے۔ مثلاً، شیمنز اسپیشل اکنامک زون نے شیمنز کو ایک چھوٹے دیہات کے بجائے ایک تیزی سے ترقی کرتے ہوئے صنعتی مرکز میں بدل دیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حکومتوں (مقامی، صوبائی اور وفاقی) اور نجی زون ڈویلپرز کے درمیان مناسب اشتراک اور مؤثر شرکت دریاں ضروری ہیں۔ انٹار ہوئیں ترمیم کے بعد صوبوں کو اپنی سرمایہ کاری و صنعتی پالیسیاں تشکیل دینے کا اختیار حاصل ہونے کے پیش نظر ہم آہنگی پر مبنی پالیسیاں تشکیل دینے کی ضرورت کلیدی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔

خصوصی اقتصادی زونز کے مقام کا فیصلہ کرنا بھی اتنا ہی اہمیت کا حامل ہے۔ حکومت کو اکثر و بیشتر معاشی نمو اور سماجی ترقی کے مقاصد کے درمیان توازن قائم رکھنا ہوتا ہے۔ پہلا مقصد خصوصی اقتصادی زونز کے ان مقامات کے حق میں ہے جہاں پیداوار کے ذرائع (خام مال، توانائی، افرادی قوت) اور سڑکوں و مال برداری کے نیٹ ورک تک رسائی یا سہولتیں ہو۔ تاہم، پہلے سے ترقی یافتہ علاقوں کے انتخاب کا نتیجہ گنجانیت، مجبوری بھاڑ اور سماجی بے چینی کی صورت میں نکلتا ہے۔ دوسری جانب، حکومت دور دراز کے علاقوں کا انتخاب کر کے سماجی ترقی کے مقاصد پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔ ایسے علاقوں کو ترقی دینے کے لیے نہ صرف حکومت کی جانب سے بھاری سرمایہ اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ نجی فرموں کو بھی توقع ہوتی ہے کہ مقام کی ناموافق صورت حال کی تلافی کے لیے حکومت فیاضانہ ترغیباتی پیکج دے گی۔<sup>26</sup>

اس تناظر میں فرموں کو متوجہ کرنے کے لیے منفرد ترغیباتی ڈھانچے کی تیاری دشوار ہو جاتی ہے کیونکہ اقتصادی زونز کی جانب سے جن فوائد کی پیشکش کی جاتی ہے وہ بھی تقریباً یکساں ہوتے ہیں۔<sup>27</sup> لہذا، چونکہ ٹیکس ترغیبات بجٹ پر خاصی لاگت عائد کر دیتی ہیں (کیونکہ انہیں واپس لینا مشکل ہوتا ہے) اس لیے توجہ ضوابطی و انتظامی ترغیبات پر مرکوز کرنی چاہیے۔ مثلاً، خصوصی اقتصادی زون کی اتھارٹی ہنر کو ترقی دینے کے مراکز کے قیام یا ان کے قریب رہائشی عمارات کی تعمیرات سے ایسی تنصیبات کی وسعت میں اضافہ کر سکتی ہے۔ جہاں بھی ٹیکس ترغیبات ضروری ہوں انہیں عامی ہو نا چاہیے۔

ترغیبات کے ڈیزائن سے اس بات کا تعین بھی ہوتا ہے کہ کس قسم کی صنعتیں اقتصادی زونز میں شمولیت کی اہل ہیں۔ ترغیبات کے ایک عمومی مجموعے کے اطلاق سے کئی قسم کی سرگرمیوں، کمرشل و اشیا سازی دونوں، کی اجازت دی گئی ہے۔ بہر حال وہ صنعتیں جن کی پہلے سے ملک میں مضبوط موجودگی ہے (جیسے ٹیکسٹائل، گھریلو آلات، سینٹ و تعمیراتی مواد، غذائی اشیا کی پروسیسنگ، کھیلوں کا سامان، چمڑا و آلات جراحی، معدنی وسائل وغیرہ) وہی ان خصوصی اقتصادی زونز کی ممکنہ امیدوار ہوں گی۔ تاہم، اگر ملک خصوصی اقتصادی زونز کو اپنی صنعتوں اور برآمدات کو متنوع بنانے کے آلے کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے تو پھر ترغیبات کے ڈھانچے کو بھی اس کے مطابق ڈھالنا ہو گا۔ ترغیبات کا ڈیزائن بناتے وقت ہمیں یہ بات بھی مد نظر رکھنی ہو گی کہ چین اپنی صنعتی بنیاد کی تازہ کاری کے مرحلے میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نہ صرف کچھ صنعتیں ممکنہ طور پر پاکستان منتقل ہو جائیں گی بلکہ چین کو اپنی نجی اور پبلک ٹیک صنعت کے لیے نیم تیار شدہ مواد کی بھی ضرورت ہو گی۔

### 2.3.1 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

جدول 2.3: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا اشاریہ (سال بیل نمو)				
اوزان	مجموعی نمو		حصے کا تناسب	
	م 15	م 16	م 15	م 16
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	3.4	3.2	
ٹیکسٹائل	21	0.9	0.4	8.1
سونی دھانگہ	13	1.1	1.4	6.3
سونی کپڑا	7.2	0.1	0.2	0.2
غذا	12.4	-1.3	0.9	-8.2
چینی	3.5	-7.7	-0.7	-17.5
نباتی تھی	1.1	0	4.5	0
خوردنی تیل	2.2	-2.4	5.3	-2.7
مشروبات	0.9	15.2	6.3	10.8
پیپر و لیم مصنوعات	5.5	8.5	-2.6	15.5
فولاد	5.4	35.4	-9.3	30.9
نجی	4.1	27	6	16.3
پاکستان اسٹیل مل	1.3	117.3	-100	14.6
غیر دھاتی معدنیات	5.4	2.3	10	6.9
سینٹ	5.3	2.4	10.1	7.4
گاڑیاں	4.6	23.5	16.1	33.5
جینز اور کاریں	2.8	30.8	17.6	21.1
کھاد	4.4	4.6	13.8	7.4
دواسازی	3.6	7.6	6.5	17.2
کانڈ	2.3	-9.5	-1.6	-11.2
کیمیکلز	1.7	8.8	8.2	5.8
کاسٹک سوڈا	0.4	9.8	22.5	1.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	8	7.8	4.3
بڑے پیمانے کی اشیا سازی علاوہ	69.1	3	3.7	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اگرچہ مالی سال 16ء کے دوران اشیا سازی کے اہم شعبوں (گاڑیوں، کھاد، کیمیکلز، دواسازی، ربڑ، سینٹ اور تعمیرات سے متعلق صنعتیں) نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے تاہم سال کے دوران پاکستان اسٹیل مل کی پیداواری سرگرمیاں معطل ہونے سے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی کارکردگی کمزور رہی۔ پاکستان اسٹیل مل کے علاوہ مالی سال 16ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی گزشتہ برس کے مقابلے میں بلند تھی (جدول 2.3)۔

### گاڑیاں

مالی سال 16ء میں بھی گاڑیوں کے شعبے میں مسلسل نمو ہوتی رہی (جدول 2.4)۔ مالی سال کے دوران بھی ٹریکٹروں کے علاوہ تمام اجزاء میں غیر معمولی نمود دیکھی گئی۔

مالی سال 16ء میں کاشت کاروں کی آمدنی میں کمی اور حکومت کی جانب سے اعلان کردہ زراعت اسیم کے بارے میں غیر یقینی صورت حال کے نتیجے میں ٹریکٹروں کی پیداوار میں نمایاں کمی واقع ہوئی جبکہ دیگر اجزاء میں قابل ذکر کارکردگی سے گاڑیوں کے شعبے میں مضبوط نمو کے حصول میں مدد

<sup>26</sup> بعض امور میں حکومت فرموں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ مقامی افرادی قوت سے کارکنوں کے ایک مخصوص حصے کی خدمات حاصل کریں۔

<sup>27</sup> اس نکتے میں صوبوں کے درمیان اشتراک کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے بصورت دیگر مضحکم صنعتوں کو متوجہ کرنے کے لیے صوبوں میں مسابقت صرف ان کی مالیاتی لاگت میں اضافے کے باعث بنے گی۔

ملی۔<sup>28</sup> مثلاً، ٹرک اور بس سازوں کو ملک میں تعمیرات اور مال برداری کی سرگرمیوں میں بہتری سے فائدہ پہنچا؛<sup>29</sup> اسی طرح کاروں اور لائٹ کمرشل گاڑیوں کی اسمبلنگ میں نمو مالی سال 15ء کے دوران کاروں کے نئے ماڈل متعارف کرانے کے باعث طلب کے تسلسل کی وجہ سے ہوئی؛ جنوری 2015ء میں پنجاب حکومت کی جانب سے شروع کی گئی اپنا روزگار اسکیم کے باعث بلند

فروخت اور کار مالکاری کی دستیابی بھی معاون ثابت ہوئی۔<sup>30</sup> کاروں اور جیپوں کی پیداوار میں یہ اضافہ استعمال شدہ کاروں کی درآمد میں بلند نمو کے باوجود ہوا ہے۔<sup>31</sup> گاڑیوں کے شعبے کی بھرپور کارکردگی کے بھی دیگر اجزا پر مثبت اثرات مرتب ہوئے جیسے ربڑ کے ٹائروں اور ٹیوب کی پیداوار۔<sup>32</sup>

جدول 2.4: گاڑیوں کی اسمبلنگ میں نمو					
فیصد					
م 12ء	م 13ء	م 14ء	م 15ء	م 16ء	
-32	5.6	-32.1	41.6	-28.6	ٹرکٹر
-7.6	-26	39.1	51	40.3	ٹرک
15.9	-8.1	7.1	2.9	86.1	بیس
14.7	-21.3	-3.5	30.8	17.6	جیپیں اور کاریں
9.3	-30.6	20.4	61.3	27.1	ایل سی ڈیز
0.8	1.5	3.2	2.8	16.5	اسکوتر / موٹر سائیکلیں
					مجموعی
3.4	-12.8	-2.6	23.5	16.1	ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ گاڑیوں کے شعبے کا منظر نامہ خوش آئند معلوم ہوتا ہے جس کی وجوہات یہ ہیں: (i) پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں کی جانب سے اعلان کردہ امدادی اقدامات اور مالی سال 17ء کے وفاقی بجٹ میں ٹریکٹروں پر سبزی ٹیکس میں کٹوتی کے بعد ٹریکٹروں کی طلب میں ممکنہ بحالی؛<sup>33</sup> (ii) مالی سال 17ء میں نمایاں کارسازوں کی جانب سے نئے ماڈل متعارف کرانا؛<sup>34</sup> (iii) ترقیاتی منصوبوں پر مسلسل پیش رفت اور اس کے نتیجے میں ٹرانسپورٹ اور تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافہ؛ اور (iv) آٹو موٹیو ڈویلپمنٹ پالیسی (اے ڈی پی 21-2016ء) کے بعد نئے فریقوں کا ممکنہ داخلہ۔ اس صنعت کے طویل مدتی امکانات مثبت ہیں لیکن اس کا دارومدار اے ڈی پی 21-2016ء کے نفاذ اور صنعت میں پیداوار کو مقامی بنانے کی صلاحیت پر ہے (بکس 2.3)۔<sup>35</sup>

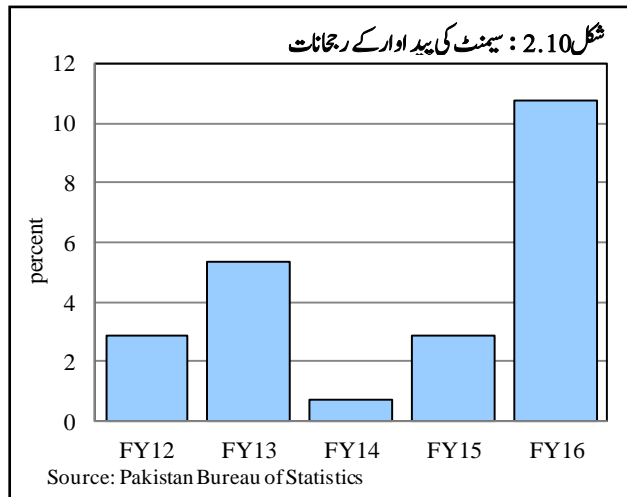
**بکس 2.3: گاڑیوں کو ترقی دینے کی پالیسی برائے 2016ء تا 2021ء کے اہم خود اعلان**  
حکومت نے مارچ 2016ء میں گاڑیوں کو ترقی دینے کی پالیسی برائے 2016ء تا 2021ء (اے ڈی پی) کا اعلان کیا جس کا خاصہ عرصے سے انتظار کیا جا رہا تھا۔<sup>36</sup> اس نئی پالیسی کے مقاصد میں سرمایہ کاری کو متوجہ کرنا، زیادہ مسابقت یقینی بنانا اور ماحولیاتی و حفاظتی معیارات پر عملدرآمد کرتے ہوئے سستی اور بلند معیار کی حامل مصنوعات تیار کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا شامل ہیں۔  
مثلاً، پالیسی میں نئے سرمایہ کاروں کو ترغیبات دی گئی ہیں، جنہیں نہ صرف یکبارگی بنیادوں پر اسمبلی اور گاڑی سازی کی فیکٹری لگانے کے لیے پلانٹ اور مشینری کی ڈیوٹی فری درآمد کی اجازت دی گئی ہے بلکہ انہیں 5 برسوں کی توسیع شدہ مدت تک گاڑیوں کے پرزے درآمد کرنے پر رعایتی ٹیرف (10 فیصد پر جبکہ اس کی موجودہ شرح 32.5 فیصد ہے) کی پیشکش بھی کی گئی ہے (جدول 2.4.1)۔<sup>37</sup> اسی طرح، اسمبلنگ کی ایک بند تنصیب کی بحالی کے لیے سرمایہ کاری پر ٹیرف میں 3 سال تک رعایت دی جائے گی۔

<sup>28</sup> سال کے دوران ٹریکٹروں کی فروخت میں کمی واقع ہوئی کیونکہ کاشت کار پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں کی جانب سے ان کے مالی سال 16ء کے بجٹ میں اعلان کردہ ذرائع انعام اسکیم پر رسمی عملدرآمد کے منتظر تھے۔  
<sup>29</sup> ملک میں بلند قسم کارڈوینٹ ورک مالی سال 13ء کے 182,900 کلومیٹر سے بڑھ کر مالی سال 16ء میں 187,807 کلومیٹر ہو گیا۔  
<sup>30</sup> کار مالکاری مالی سال 15ء کے 21.0 ارب روپے بڑھ کر مالی سال 16ء میں 26.8 ارب روپے پر آگئی۔  
<sup>31</sup> استعمال شدہ کاروں کی درآمد مالی سال 15ء کی 32,100 اکیائیوں سے بڑھ کر مالی سال 16ء میں 53,600 اکیائیاں ہو گئی جو 67.0 فیصد اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔ ماخذ: پاکستان ایسوسی ایشن آف آٹو موٹیو پارٹس اینڈ ایکسیسریز مینوفیکچررز۔  
<sup>32</sup> مالی سال 16ء میں گاڑیوں کی ناز سازی میں 7.1 فیصد نمو اور موٹر ٹیوب میں 12.3 فیصد نمو ہوئی۔  
<sup>33</sup> صوبائی حکومتوں نے گزشتہ بجٹ میں ٹریکٹروں کی فروخت پر وعدہ کردہ ذرائع انعام جاری کرنے کے عزم کا دوبارہ اظہار کیا ہے۔ وفاقی حکومت نے بھی درآمدی اور مقامی ساختہ ٹریکٹروں پر سبزی ٹیکس کو 10 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا جس سے انجن کی پاور کے لحاظ سے قیمتوں میں فی یونٹ 35,000 تا 80,000 روپے کی کمی واقع ہوگی۔  
<sup>34</sup> اگرچہ ایک بڑا کار ساز ادارہ اگست 2016ء میں کار کا ایک نیا ماڈل متعارف کرا چکا ہے، دیگر فرموں کی جانب سے بھی سال کے اگلے حصے میں ایسا ہی کیے جانے کا امکان ہے۔  
<sup>35</sup> ساخت میں مقامی خام مال کے کم استعمال کے باعث یہ صنعت شرح مبادلہ میں مضرد چھٹوں کے مقابلے میں کمزور ہو گئی ہے جو پیداواری لاگت اور خوردہ قیمتوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔  
<sup>36</sup> سابقہ پالیسی جس کا نام آٹو انڈسٹری ڈویلپمنٹ پروگرام تھا وہ 2012ء میں ختم ہو گئی تھی۔



جدول 2.3.1: ٹریف ترافیک کا خلاصہ	
آئندہ 5 برس	موجودہ ڈیڑھ سال
<b>گاڑیوں کے پرزے</b>	
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	
30	32.5
غیر مقامی	
45	50
مقامی	
<b>کھل ساختہ یونٹ</b>	
40	50
800 سی سی تک	
45	55
1000 تا 801 سی سی	
50	60
1500 تا 1000 سی سی	
65	75
1800 تا 1501 سی سی	
<b>نئی سرمایہ کاری۔ گرین فیلڈ</b>	
الگ الگ پرزوں کی شکل میں۔ غیر مقامی	
10	
الگ الگ پرزوں کی شکل میں۔ مقامی	
25	
<b>بند پلائنٹ۔ براؤن فیلڈ</b>	
الگ الگ پرزوں کی شکل میں۔ غیر مقامی	
10	
الگ الگ پرزوں کی شکل میں۔ مقامی	
25	

ماخذ: اسے ڈی پی 2016-2021



نئی پالیسی میں مالی استطاعت اور مصنوعات کے معیار سے متعلق مسائل کو حل کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ فی الوقت، صارفین کو ڈیڑھ سالوں اور ٹیکسوں سمیت کاروں کی بنگ کے وقت پوری رقم یکدم ادا کرنا پڑتی ہے جبکہ صارفین کو کاروں کی قیمتوں بعد دی جاتی ہیں۔ مزید برآں، فراہمی سے قبل قیمت میں ہونے والا کسی قسم کا اضافہ بھی صارفین کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔ گاڑیوں کی نئی پالیسی میں پیشگی ادائیگی کی رقم کو کم کر کے مجموعی قیمت کے 50 فیصد تک محدود کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں، بنگ کے وقت قیمت اور فراہمی کے نظام الاوقات کی توثیق کی جائے گی اور فراہمی میں دہما سے تاخیر کے نتیجے میں حتمی ادائیگی پر رعایت دی جائے گی۔

گاڑیوں کی حفاظت اور ماحولیاتی تحفظ پر موجودہ ضوابط عالمی معیارات سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس لیے پالیسی میں قومی ضوابط پر نظر ثانی کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ لہذا، پاکستان گاڑیوں کے ضوابط کو ہم آہنگ بنانے کے عالمی فورم (جسے ڈیڑھ سال پہلے بھی کہا جاتا ہے) کی رکنیت حاصل کرے گا۔ یہ ادارہ اقوام متحدہ کے ادارہ جاتی فریم ورک کے تحت قائم ہیں اور روڈ سیفٹی، ماحولیاتی تحفظ اور تجارت کے متعلق ضوابط کی تشکیل میں ملکوں کی اعانت کرتا ہے۔

حکومت پاکستان آٹوموبائل انڈسٹری (پی اے آئی) کے قیام کا ارادہ بھی رکھتی ہے۔ یہ انڈسٹری صنعت کی تحقیق و تعلیم، معیار میں بہتری سے متعلق تکنیکی رہنمائی کی فراہمی، حفاظتی معائنے اور ماحولیاتی تحفظ اور کاروں کی صنعت سے متعلق تکنیکی معلومات پر مشتمل ڈیٹا بیس کی تیاری میں معاونت کرے گا۔

## سیمنٹ

برآمدات میں خاصی کمی کے باوجود مضبوط ملکی طلب کے نتیجے میں سیمنٹ کی پیداوار میں 10.1 فیصد (مالی سال 15ء کے 2.4 فیصد کے مقابلے میں) اضافہ ہوا (شکل 2.10) اس مضبوط طلب کا باعث بننے والے اہم عوامل میں میگا انفراسٹرکچر منصوبوں پر بلند سرکاری اخراجات، شہروں کا تیزی سے پھیلنا، اور نجی تعمیراتی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافہ ہے۔ اس میں سے بیشتر طلب شمالی علاقے کی پیداواری اکائیوں نے پوری کی یعنی پنجاب اور خیبر پختونخوا (جدول 2.5)۔<sup>38</sup>

دوسری جانب افغانستان، سری لنکا اور جنوبی افریقہ سمیت متعدد ممالک کو سیمنٹ کی برآمدات میں کمی کا رجحان جاری رہا۔ افغانستان کے لیے برآمدات اقوام متحدہ کے فوجی دستوں کی واپسی کے بعد تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی اور ایران کی سخت مسابقت سے متاثر ہوئیں۔<sup>39</sup> اسی طرح، نیٹو ڈپنگ ڈیوی (15 تا 70 فیصد کی حد میں) کا نفاذ جنوبی افریقہ کو برآمدات میں کمی کا سبب بنا۔

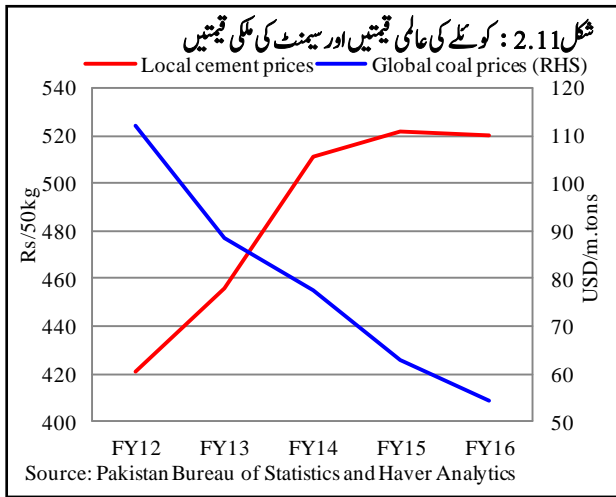
<sup>37</sup> پانچ سال کی اس مدت میں توقع ہے کہ نئی کمپنیاں بھی مقامی ساخت کے فروغ اور متعلقہ انفراسٹرکچر کے لحاظ سے موجودہ فریقوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گی۔

<sup>38</sup> شمالی علاقے کو فروخت کا اوسط حصہ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران تقریباً 81 فیصد رہا ہے۔

<sup>39</sup> ایرانی سیمنٹ کی کامیابی وافر خام مال اور سستی توانائی پر مبنی ہے۔ ایران نے اپنی سیمنٹ کی پیداواری گنجائش 2005ء کے 42.7 ملین ٹن سے بڑھا کر 2015ء میں 100 ملین ٹن کر دی تھی (ماخذ: یو ایس جیو لو جیکل سروے، منزل ایئرک)۔

جدول 2.5: سینٹ کی فروخت کے تحریکات فیصد					
سال ہمال نمو					
م 16ء	م 15ء	م 14ء	م 13ء	م 12ء	م 11ء
84.9	9.0	4.7	4.3	8.0	17.0
69.6	8.2	5.1	6.5	8.2	15.0
15.3	12.0	2.9	-	6.5	24.0
15.1	-	-	-	-11.6	-18.4
6.3	-0.2	-	-17	-21.4	-15.1
2.6	2.7	-20.4	40	2.8	42.0
6.2	-17	7.4	9.1	-4.7	-32.7
4.2	2.8	2.5	3.3	9.8	

ماخذ: آل پاکستان سینٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن



رسد کے لحاظ سے منڈی کی قوت نے فرمز کو موقع فراہم کیا کہ وہ خام مال (پیٹرولیم مصنوعات اور کوئلہ) کی عالمی منڈی میں کساد بازاری اور تاریخی طور پر پست شرح سود کے باوجود مقامی خوردہ قیمتوں میں اضافہ کر دیں (شکل 2.11)۔<sup>41, 40</sup> واضح رہے کہ یہ فرمیں پہلے سے ہی کفایت حجم سے استفادہ کر رہی تھیں۔

تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے سے بھی منسلک صنعتوں کو فائدہ پہنچا۔ مثلاً، مالی سال 16ء میں کیمیکلز میں 8.2 فیصد نمو (جو مالی سال 15ء میں 8.8 تھی) ہوئی جس میں بڑا حصہ کاسٹک سوڈا (22.5 فیصد نمو)، رنگ و روغن (10.1 فیصد) اور سلفیورک ایسڈ (6.8 فیصد) کا ہے۔ اس کے علاوہ سینٹ کے تھیلے بنانے والے ممتاز پیدا کنندہ چیراٹ پیکنگ لمیٹڈ (سی پی ایل) نے دنیا کا پہلا یورپی ساختہ پولی پروپیلین پلانٹ نصب کر کے اپنی پیداواری گنجائش میں 50 ملین تھیلیوں کا اضافہ کیا۔<sup>43, 42</sup>

نئے ترقیاتی منصوبوں اور تیزی سے ترقی کرتے مکانات کے شعبے کے پیش نظر سینٹ اور تعمیرات سے متعلقہ صنعتوں کے امکانات مثبت معلوم ہوتے ہیں۔<sup>44</sup> خصوصاً، آبی بجلی کے پلانٹس (کوہالہ ہائیڈل اور سوکی کناری کے منصوبے) اور مال برداری کے انفراسٹرکچر منصوبوں سے ملک میں طلب بڑھے گی۔ طلب میں مزید اضافہ شہروں کے تیزی سے پھیلنے اور میگا ہاؤسنگ منصوبوں سے متعلق ترقی سے ملے گا۔<sup>46, 45</sup> زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مکانات کی مسلسل قلت (اس فرق کو پورا کرنے کے لیے سینٹ اور متعلقہ تعمیراتی خام مال کی بھاری مقدار درکار ہوگی) کے باعث آگے چل کر بھی

طلب کا دباؤ برقرار رہ سکتا ہے۔ آخر میں ملک میں سینٹ کے فی کس استعمال کی پست سطح بھی سینٹ کی طلب میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے (شکل 2.12)۔<sup>47</sup> چنانچہ اہم فرمز نے 9.7 ملین ٹن توسیع کا اعلان کیا ہے جس سے اس کی مجموعی پیداواری گنجائش بڑھ کر 55.3 ملین ٹن سالانہ ہو جائے گی۔<sup>48</sup>

<sup>40</sup> مالی سال 16ء کے دوران کوئلے (جس کا سینٹ کی پیداواری مجموعی لاگت میں حصہ ایک تہائی بتا ہے) کی عالمی قیمتوں میں تقریباً 18 فیصد سال بادل کی توقع ہوئی۔

<sup>41</sup> حکومت نے تمام صنعتوں کے لیے بجلی کے ٹیرف میں کمی (20 فیصد) کردی تھی۔ تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی نے نہ صرف فرس آئل کے ذریعے اپنی بجلی پیدا کرنے کی لاگت کو کم (45 فیصد تک) کر دیا بلکہ فروخت و تقسیم کی لاگت بھی کم (تقریباً 17 فیصد تک) ہو گئی۔ علاوہ ازیں تاریخی لحاظ سے پست شرح سود نے بھی مالی لاگت میں کمی (43 فیصد تک) کردی تھی۔

<sup>42</sup> کاسٹک سوڈا کی پیداواری میں اضافہ گنجائش میں اضافے کے اثر کی عکاسی کرتا ہے۔

<sup>43</sup> پولی پروپیلین کو محفوظ رکھنے کی عمریں بہتری آئی ہے کیونکہ یہ مضبوط، پائیدار، کم وزن کے حامل ہیں اور موسم و آلودگی کے خلاف مناسب تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

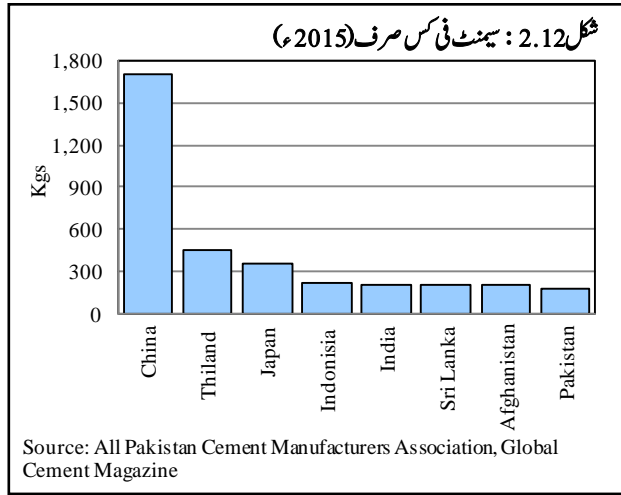
<sup>44</sup> حکومت نے مالی سال 17ء میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے لیے 1,675 ارب روپے مختص کیے ہیں جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 20 فیصد زیادہ ہے۔

<sup>45</sup> ملک میں دیہی و شہری کا آمیزہ 2005ء سے 35:65 سے بڑھ کر 2016ء میں 40:60 تک پہنچ گیا ہے (اقتصادی سروے 2015-16ء)۔

<sup>46</sup> مثلاً، بحریر، ٹاؤن، ڈی ایچ ایچ کے نئے، فضائی اور اے ایس ایف ہاؤسنگ اسکیموں اور ملک بھر کے مختلف شہروں میں دیگر متعدد نجی مکاناتی منصوبے شامل ہیں۔

<sup>47</sup> تحقیقوں کے مطابق 2014ء میں ملک میں مکانات کی قلت 9 ملین اکائیاں تھی (ماخذ: ایس بی پی ہاؤسنگ فنانس ریویو، ستمبر 2014ء)۔ اس فرق کو پورا کرنے کے لیے سینٹ اور متعلقہ تعمیراتی مواد کی بھاری مقدار درکار ہوگی۔

## دو سازی



مالی سال 16ء کے دوران دو سازی کی صنعت میں 6.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 15ء میں 7.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ لیکن اس اچھی کارکردگی میں بعض مسائل پنپاں ہیں جیسے سخت ضابطہ کاری، قیمتوں کا ناقابل پیش گوئی ڈھانچہ، پیٹنٹ کے تحفظ کا فقدان، جعلی دواؤں کی وافر رسد اور یو ایس فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن سے منظور شدہ پلائٹس کی قلت۔ چنانچہ پاکستان میں نہ صرف اس صنعت کا حجم چھوٹا (200 ملین کی بڑی آبادی ہونے کے باوجود) ہے بلکہ اس کی برآمدات بھی کم ہیں (جدول 2.6)۔

واضح رہے کہ ملک کی دو سازی کی صنعت کا شمار 1960ء کے عشرے میں خطے کی جدید ترین صنعتوں میں ہوتا تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خود کو دیگر علاقائی ممالک میں ہونے والی ترقی کی رفتار سے ہم آہنگ نہیں کر سکا۔ اسی طرح پاکستان کے پاس ایسا کوئی پلانٹ نہیں ہے جو امریکہ کے ایف ڈی اے کے مجوزہ معیارات پر عملدرآمد کرتا ہو (جدول 2.6)۔ اس کے مقابلے میں بنگلہ دیش کے پاس پانچ اور اردن کے پاس تین ایف ڈی اے سے منظور شدہ پلائٹس موجود ہیں۔<sup>49</sup>

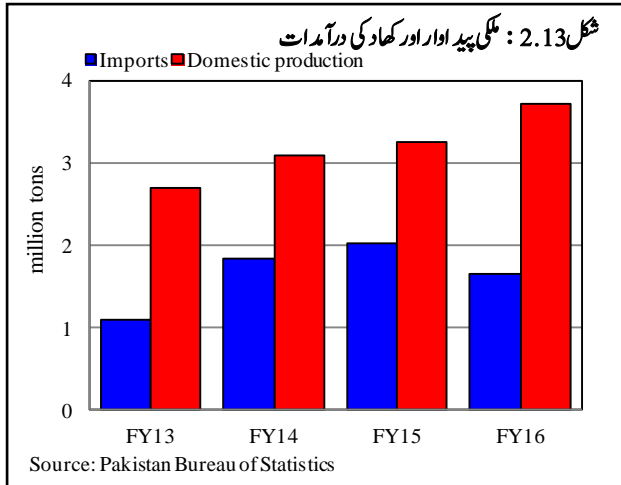
## کھاد

مالی سال 16ء کے دوران گیس کی بہتر دستیابی کے باعث کھاد کے شعبے میں 13.8 فیصد کی اچھی نمو ہوئی جو مالی سال 15ء میں 4.6 فیصد تھی۔<sup>50</sup> خصوصاً، جینکو 2 پاور پلائٹس سے اینگرو فرٹیلائزر کو پومیہ 60 ملین کیوبک فیٹ گیس کی بلا تعطل فراہمی کے ساتھ ساتھ پاک عرب فرٹیلائزر کمپنی کے تین منصوبوں کے لیے مارچ 2015ء سے خام مال کے ذریعے کے طور پر ایل این جی کی فراہمی سے مالی سال 16ء میں کھاد کے شعبے کو درکار ضروری تحریک ملی ہے۔<sup>51</sup> بلند ملکی پیداوار بھی درآمدی طلب کم کرنے کا باعث بنی (شکل 2.13)۔<sup>52</sup> یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ اس صنعت کو مالی سال 17ء میں بھی گیس کی بہتر رسد سے فائدہ پہنچنے کا امکان ہے۔

جدول 2.6: دو سازی کی صنعت کا مقابل (2015ء)

ملک	آبادی (ملین)	امریکی ڈالر	پلانٹ	امریکی ڈالر	صنعت کا حجم (ارب اے سے منظور شدہ برآمدات ملین)	امریکہ کے ایف ڈی
پاکستان	200	2.0	--	208		
اردن	17	1.5	3.0	1,000		
بھارت	1,311	26.0	201	12,450		
بنگلہ دیش	170	1.5	5.0	70		

ماخذ: ممالک کے جائزے اور دو سازی کی عالمی صنعت کا جائزہ (2015ء)



<sup>48</sup> چیراٹ، لکی، ڈی جی خان سینٹ، اے سی پی ایل اور پائیر سینٹ تمام نے رسمی طور پر اپنی سالانہ پیداواری گنجائش میں سالہ تیزپ 1.3 ملین ٹن، 2.3 ملین ٹن، 2.6 ملین ٹن اور 2.7 ملین ٹن، 1.1 ملین ٹن اور 2.3 ملین ٹن اضافے کے منصوبوں کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔

<sup>49</sup> ایف ڈی اے سے منظور شدہ پلائٹس نے فرمز کو موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ ترقی یافتہ ممالک کی منڈیوں میں اپنی جگہ بنائیں۔

<sup>50</sup> کھاد کا شعبہ گیس کا چوتھا بڑا صارف ہے۔

<sup>51</sup> کھاد کے شعبے کو گزشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 16ء کے دوران 150 تا 200 ایم ایم سی ایف ڈی اضافی گیس فراہمی کی گئی۔

دوسری جانب مالی سال 16ء کے دوران کھاد کا استعمال کمزور رہا جس کی اہم وجوہات میں کاشت کاروں کی آمدنی میں کمی اور فیڈ گیس کی قیمتوں میں اضافے کے سبب ملکی قیمتوں میں اضافہ شامل ہیں۔<sup>53</sup> تاہم، مالی سال 17ء میں فیڈ گیس کی قیمت میں اضافے کی مرابعت، کھاد پر زرعات کے متعلق زیادہ واضح صورت حال اور ملکی کمپنیوں کی جانب سے تشہیری ڈسکاؤنٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے کھاد کی طلب میں بحالی متوقع ہے۔

## فولاد

مالی سال 16ء کے دوران فولاد کی مجموعی پیداوار میں 9.3 فیصد کی کمی دیکھی گئی جبکہ گزشتہ برس اس میں 35.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ پاکستان اسٹیل مل کی پیداواری سرگرمیوں کی معطلی نے نجی فولاد سازوں کی قابل ذکر کارکردگی کے اثرات کو زائل کر دیا (جدول 2.3)۔<sup>54</sup>

سال کے دوران فولاد کی صنعت کو دو اہم مسائل کا سامنا رہا جنہوں نے مقامی نجی پیدا کنندگان کو اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع کو مؤثر انداز میں استعمال کرنے سے باز رکھا ہے۔<sup>55</sup> پہلا، پاکستان اسٹیل ملز کے مالی بحران میں شدت کے باعث اس کی پیداواری سرگرمیاں جولائی 2015ء سے مکمل طور پر بند ہیں۔ ملک میں فولاد کی مجموعی پیداوار میں پاکستان اسٹیل ملز کا حصہ 10 تا 15 فیصد ہے اور پگ آئرن، جو صرف پاکستان اسٹیل ملز ہی تیار کرتی ہے، فولاد کی مختلف مصنوعات کی تیاری کے لیے بطور خام مال استعمال کیا جاتا ہے۔<sup>56</sup> لہذا، پاکستان اسٹیل ملز کے آپریشنز کی معطلی نے نجی شعبے کے اشیاء سازوں کو درآمدی خام لوہے پر انحصار کرنے پر مجبور کر دیا۔

دوم، فولاد کی عالمی قیمتوں میں غیر معمولی کمی کے ساتھ ساتھ فری ٹریڈ ایگریمنٹ (ایف ٹی اے) کے تحت سستے چینی فولاد کی کی بھاری مقدار میں آمد نے ملکی فرموں کے منافع کے مارجن کو کم کر دیا۔<sup>57</sup> اصل میں چین سے پست لاگت کی فولادی مصنوعات دنیا بھر کے کئی فولاد سازوں کے لیے خطرہ بن چکی ہیں۔<sup>58,59</sup> چنانچہ، فولادی اسکرپ اور فولادی مصنوعات دونوں کی درآمدات میں مالی سال 16ء کے دوران بالترتیب 35.6 فیصد اور 30.1 فیصد اضافہ ہوا۔ چین اور یوکرین سے کوئلہ رولڈڈ کوئلہ اور چادروں کی درآمدات پر اینٹی ڈپنگ ڈیوٹیوں کے نفاذ کے باوجود درآمدات میں غیر معمولی نمو دیکھی گئی۔<sup>60</sup>

## غذائی مصنوعات

چینی کی صنعت اور سکرپٹ (جن کا مجموعی غذائی صنعت میں حصہ 46 فیصد ہے) کی کمزور کارکردگی نے غذائی شعبے کی مجموعی کارکردگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ مالی سال 16ء میں گنے کی عمدہ فصل کے باوجود چینی کی پیداوار میں کمی کا اہم سبب شوگر ملوں کو چینی کی فروخت کی وصولیوں میں گزشتہ برس کے مقابلے میں کم بحالی اور انہیں

<sup>52</sup> یورپ کھاد کی موجودہ نصب شدہ پیداواری گنجائش 6.3 ملین ٹن ہے جو تقریباً 6 ملین ٹن کی قومی طلب سے زیادہ ہے۔

<sup>53</sup> ستمبر 2015ء میں کسان پینکچ کا اعلان کرتے ہوئے حکومت نے کھاد سازوں پر زور دیا تھا کہ وہ قبل ازیں گیس کی بلند قیمتوں کے رد عمل میں کیے گئے قیمتوں میں اضافے کو واپس لے لیں۔ ایسی صورت حال نے کاشت کاروں کو کھاد کی زرعات شدہ رقم کے اعلان کا انتظار کرنے کی ترغیب دی۔ دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 16ء کا باکس 2.1۔

<sup>54</sup> نجی فولاد سازوں کی پیداوار میں مالی سال 16ء میں 6.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس 27.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

<sup>55</sup> انٹرنیشنل اسٹیل لیگٹھ نے 2015ء میں 250,000 ٹن کی پیداواری گنجائش کے دوسرے ملین سازی کے پلانٹ کی تنصیب کے ساتھ اپنی پیداواری گنجائش کو دگنا کر دیا ہے؛ مغل اسٹیل نے 2015ء میں اپنی پگھلانے کی گنجائش کو 48,000 ٹن سے بڑھا کر 72,250 ٹن سالانہ اور ری رولنگ گنجائش کو 187,500 ٹن سے بڑھا کر 229,688 ٹن سالانہ کر دیا ہے؛ جبکہ امریلی اسٹیل نے مالی سال 15ء میں اپنی پیداواری گنجائش میں توسیع کی تھی اور توقع ہے کہ وہ مالی سال 17-18ء میں اپنی گنجائش کو دگنا کر دے گی (ماخذ: کمپنیوں کی مالی رپورٹیں)۔

<sup>56</sup> مالی سال 15ء میں خام لوہے کا فولاد کی مجموعی پیداوار میں حصہ 4 فیصد تھا جو گرامی سال 16ء میں 0 فیصد رہ گیا ہے۔

<sup>57</sup> مقامی فولاد سازوں کا کہنا ہے کہ چین کے اشیاء سازوں نے حکومتی زرعات، ایف ٹی اے کے ذریعے ٹیرف میں رعایت اور نقلی لاگت نرخوں کے تعین کے طریقہ کار پر انحصار کرتے ہوئے اپنی فولاد کی مصنوعات کو دیگر ممالک میں سستے داموں فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔

<sup>58</sup> بنگلہ دیش، میکسیکو، برازیل، امریکہ اور بھارت جیسے ممالک کو اپنی مقامی فولادی صنعتوں کو تحفظ دینے کے لیے تلافی کی ڈیوٹی، ضوابطی ڈیوٹی کے نفاذ اور دیگر غیر ٹیرف رکاوٹوں کے ذریعے اس خطرے سے نمٹنا ہے۔ آزاد تجارتی سمجھوتے میں دی گئی رعایت اور غیر مرکب فولادی اشیاء کو غلط بیانی کے ذریعے مرکب اشیاء کے طور پر ظاہر کرنے کی وجہ سے پاکستان کی فولاد کی صنعت کو تحفظ دینے کے لیے ٹیرف کی مناسب رکاوٹیں موجود نہیں ہیں۔

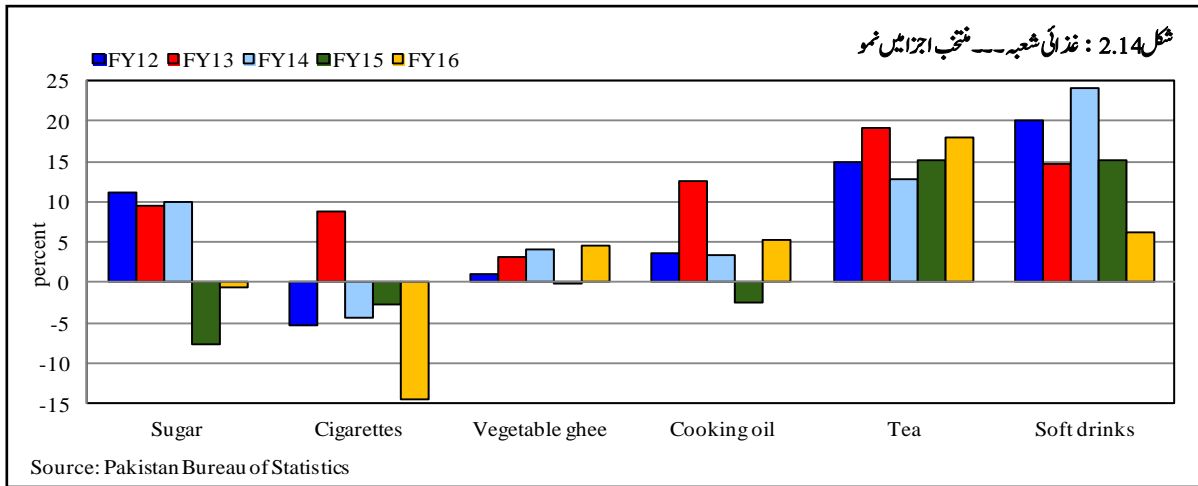
<sup>59</sup> جی سیون ممالک نے فولاد کے عالمی وافر ذخائر کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے اقدامات پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ کئی ماہرین نے صورت حال کا ذمہ دار چینی پیدا کنندگان کی جانب سے تعمیرات اور کاروں میں استعمال ہونے والی فولادی مصنوعات کی اضافی پیداوار کو قرار دیا ہے (رائٹرز)۔

<sup>60</sup> درآمدی ڈیوٹیوں جن کا نفاذ جنوری 2016ء میں کیا گیا تھا وہ 8.3 تا 19.0 فیصد کی متنوع حد میں رہیں۔

درپیش سیالیت کے شدید مسائل ہیں۔ خصوصاً، کم مقامی قیمتوں کی وجہ سے کارخانے اپنے باقی ماندہ بھاری ذخائر کو مقامی منڈی میں کم قیمتوں کے باعث فروخت نہیں کر سکے۔<sup>61</sup> بین الاقوامی منڈی میں کم قیمتوں کے باعث چینی کی برآمد منافع بخش نہیں تھی۔

جہاں تک سگریٹ کا تعلق ہے، گزشتہ برسوں کے دوران قیمتوں میں اضافے (بیشتر ایکسائز ٹیکسوں کے نفاذ کے باعث) نے غیر قانونی سگریٹوں (غیر ادا شدہ ڈیوٹی والے، اسمگل شدہ یا جعلی) کے مقابلے میں قیمتوں کا بھاری فرق پیدا کر دیا ہے۔<sup>62</sup>

مالی سال 16ء میں خوردنی تیل اور چائے کے پیدا کنندگان نے اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔ آپریٹنگ کے سازگار ماحول (مستحکم کرنسی، قرض لینے کی کم لاگت اور سستی توانائی و مال برداری) نے خوردنی تیل کی صنعت میں نمو کو تقویت پہنچائی۔<sup>63</sup> خوردنی تیل کے اشیاء سازوں کو سویا بین پر عائد درآمدی ڈیوٹی میں کٹوتی (جولائی 2015ء میں 6 فیصد سے کم کر کے 3 فیصد کر دی گئی) سے بھی فائدہ پہنچا۔<sup>64</sup> آخر میں، صنعت کے منافع کے مارجن بھی پرکشش ہو گئے کیونکہ اشیاء سازوں نے کم پیداواری لاگت کے فوائد مکمل طور پر صارفین کو منتقل نہیں کیے۔<sup>65</sup> ان تمام عوامل کی مدد سے مالی سال 16ء میں خوردنی تیل میں 5.6 فیصد نمو کے حصول میں مدد ملی جبکہ مالی سال 15ء کے دوران اس میں 1.2 فیصد کمی آئی تھی (شکل 2.14)۔



### ٹیکسٹائل

مالی سال 16ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے سب سے بڑے ذیلی شعبے ٹیکسٹائل نے کمزور کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ چین اور یورپ سے کم طلب، خصوصاً بنیادی ٹیکسٹائل اشیاء کی، نے اس شعبے کو بری طرح متاثر کیا ہے جبکہ کپاس کی پیداوار میں کمی صورت حال میں مزید بگاڑ کا سبب بنی (چھٹاباب)۔<sup>66</sup> نتیجتاً، یہ شعبہ یورپی یونین میں حاصل جی ایس پی پلس حیثیت، کپاس اور توانائی کی گرتی ہوئی قیمتوں اور قرض لینے کی کم لاگت کے فوائد سے استفادہ نہیں کر سکا۔

<sup>61</sup> جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، چینی کے کارخانوں کے بقیہ ذخائر اکتوبر 2016ء تک بڑھ کر 1.6 ملین ٹن تک پہنچنے کی توقع ہے (ماخذ: پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن)۔

<sup>62</sup> 2014ء میں ملک میں مقامی ٹیکس سے بچ جانے والے 17.3 ارب روپے کے سگریٹ فروخت کیے گئے۔ ٹیکس سے بچ جانے والے یہ سگریٹ انتہائی سستے ہیں۔ پاکستان میں ایسے برانڈز کی اوسط قیمت فروخت 27.0 روپے فی پیکیٹ ہے، جو کہ 33.8 روپے فی پیکیٹ کے کم از کم ٹیکس کی سطح سے کم ہے مزید یہ کہ بلیک مارکیٹ میں ہر سال تقریباً ایک ارب سگریٹوں کا اضافہ ہوتا ہے (ماخذ: ٹیکس رپورٹ بعنوان ”سگریٹ کی غیر قانونی تجارت کا چیلنج: پاکستان کے لیے اثرات اور حل“)۔

<sup>63</sup> اگرچہ عالمی منڈی میں پام آئل کی قیمتوں کی کمزوری کا تسلسل جاری ہے تاہم اس سال اس کی درآمدات میں کمی واقع ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ اشیاء ساز گزشتہ برس کے ذخائر کو استعمال کر رہے ہوں۔

<sup>64</sup> نیم پروسیس شدہ سویا بین تیل کی طلب میں بھی اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ اسے پولیٹری فیڈ کی صنعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

<sup>65</sup> صف اول کی فرموں کے مالی گوشواروں کے مطابق مالی سال 16ء میں خوردنی تیل کے مارجن میں 12 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس معمولی کمی آئی تھی۔

<sup>66</sup> بھارت، چین اور بنگلہ دیش کی جانب سے زیادہ کارگر اسپنڈلز کے اضافے کے باعث اب ہمارے ٹیکسٹائل شعبے کے لیے عالمی سطح پر مسابقت کرنا ممکن نہیں رہا۔ حریفوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان میں ٹیکسٹائل کی صنعت متوازن بنانے، جدت کاری اور متبادل مشینری پر بھاری سرمایہ کاری کرے۔ وسیع تناظر میں پاکستان کی ٹیکسٹائل کی صنعت کو زیادہ قدر اضافی کے حامل اجزاء پر مرکوز کرنی چاہیے۔

ٹیکسٹائل مصنوعات کی ملکی طلب میں اضافہ ہوا ہے۔ مزید اعانت بھارت سے سوتی دھاگے کی درآمدات پر اینٹی ڈپنگ ڈیوٹی کے نفاذ، صنعتی صارفین کے لیے بجلی کی قیمتوں میں کمی، اور موسم سرما میں ٹیکسٹائل ملوں کو گیس (ایل این جی) کی دستیابی سے حاصل ہوئی۔

مزید برآں، قدر اضافی پر مبنی مصنوعات سے کچھ اعانت حاصل ہوئی۔ مثلاً، مالی سال 16ء کے دوران تیار ملبوسات کی برآمدات میں 4.8 فیصد اضافہ ہوا جو گزشتہ برس 1.1 فیصد بڑھی تھیں۔<sup>67</sup> لہذا، بحیثیت مجموعی ٹیکسٹائل کی صنعت میں مالی سال 16ء کے دوران 0.4 فیصد کی معمولی نمو ہوئی جو گزشتہ برس ہونے والے 0.9 فیصد اضافے سے کم ہے۔<sup>68</sup>

آگے چل کر عالمی معیشت میں بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورت حال خاص طور پر اسپننگ اور ویوٹنگ کے ذیلی شعبوں کے لیے ایک بڑا مسئلہ بن سکتی ہے تاہم کپاس کی قیمتوں میں بحالی سے کچھ آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔ کپاس کی بین الاقوامی قیمتیں 17-2016ء کے آنے والے موسم کے دوران کپاس کے عالمی ذخائر کے متعلق امریکہ کے محکمہ زراعت کی جانب سے کمی کی پیش گوئی کے باعث جولائی 2016ء سے اب تک 14 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر دو برسوں کی بلند ترین سطح فی پونڈ 85.10 یو ایس سینٹ تک پہنچ چکی ہیں۔<sup>69,70</sup>

## دیگر شعبے

سستی درآمدی پیٹریولیم مصنوعات کی دستیابی اور قیمتوں کے کمزور امکانات پیٹریولیم مصنوعات کی ملکی پیداوار میں کمی کا باعث بنے جس میں مالی سال 16ء کے دوران معمولی کمی دیکھی گئی۔ مالی سال 16ء میں پیپر اور بورڈ کی پیداوار میں گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ایک بار پھر سست روی دیکھی گئی۔ اس کا سبب گیس کی قلت کے ساتھ منڈی میں پست لاگت والی درآمدی مصنوعات کی دستیابی تھی۔ گیس کی غیر موجودگی (توانائی کا سستا ترین ذریعہ) میں کاغذی کارخانوں کو توانائی کے زیادہ مہنگے ذرائع کی جانب منتقل ہونا پڑا جس نے ان کی مسابقت پر منفی اثر ڈالا۔

شیشے اور لکڑی کے شعبوں کو اسی طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ سستی چینی مصنوعات کی آمد (ایف ٹی اے کے تحت) نے الیکٹرانکس خصوصاً انجینئرنگ مصنوعات کو بری طرح متاثر کیا جن میں گزشتہ برسوں سے مسلسل کمی کا رجحان ہے۔ چین کے پیداکاروں کو دستیاب جدید ٹیکنالوجی، ہنرمند افرادی قوت، سستی توانائی، خام مال کی آسانی سے دستیابی، مال برداری کی سہولتوں اور کفایت حجم کے باعث ان شعبوں کے لیے مسابقت کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

## 2.4 خدمات

مالی سال 16ء میں خدمات کے شعبے نے غیر معمولی کارکردگی دکھائی اور اس میں دس سال کی بلند ترین نمو 5.7 فیصد ہوئی جو گزشتہ برس ہونے والی 4.3 فیصد نمو کے مقابلے میں خاصی زیادہ تھی۔ اس بلند نمو کے باعث مجموعی جی ڈی پی کی نمو میں اس شعبے کا حصہ 70 فیصد سے زائد ہو گیا ہے۔ اگرچہ تمام ذیلی شعبوں نے اچھی کارکردگی دکھائی لیکن اہم حصہ تھوک و خوردہ تجارت اور عمومی حکومتی خدمات کا تھا (جدول 2.7)۔

<sup>67</sup> تیار ملبوسات کی برآمدی طلب بڑی حد تک اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی سے متاثر رہی ہے۔

<sup>68</sup> ٹیکسٹائل کے صف اول کے اشیاء ساز بھی ملک کے مختلف حصوں میں اپنی دکانیں کھول رہے ہیں تاکہ وہ بڑھتی ہوئی ملکی طلب (اس کے ساتھ ملکی صارفین کی بہتر قوت خرید) سے فائدہ اٹھا سکیں۔

<sup>69</sup> پاکستانی کپاس کی قیمتوں میں بھی اسی رفتار سے جولائی میں 16 فیصد اضافہ ہوا ہے اور یہ بڑھ کر دو برسوں کی بلند ترین سطح 6,650 روپے فی من تک پہنچ گئی ہیں۔ کیڑوں کے حملوں اور بے وقت بارشوں کے نتیجے میں کم یافت کے سبب کپاس کی ملکی پیداوار میں 28 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ اس صورت حال نے مقامی منڈی میں قیمت کا دباؤ پیدا کر دیا ہے۔

<sup>70</sup> آخر مالی سال 17ء تک کپاس کے عالمی ذخائر کے لیے اب مالی سال 17ء کے آخر تک 91.3 ملین گانٹھوں کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو کہ ابتدائی سطح کے مقابلے میں 9 ملین گانٹھوں کی کمی کو ظاہر کر رہی ہے۔



جدول 2.7: خدمات کی کارکردگی						
حصہ اور نمو فیصد میں: تناسب فیصدی درجے میں						
خدمات کی نمونیں		نمو			جی ڈی پی	
حصہ					میں حصہ	
م س 16ء	م س 15ء	م س 16ء	م س 16ء'	م س 15ء	م س 16ء	
1.4	0.8	4.6	6.1	2.6	18.3	تھوک و خرده تجارت
						ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و
0.9	1.1	4.1	5.5	4.8	13.3	مواصلات
0.4	0.3	7.8	6.5	6.5	3.3	مالیات و بیمہ
0.5	0.5	4.0	4.0	4.0	6.7	مکاناتی خدمات
1.4	0.6	11.1	6.0	4.8	7.6	عمومی حکومتی خدمات
1.1	1.0	6.6	6.4	6.0	10.1	دیگر نجی خدمات
5.7	4.3	5.7	5.7	4.3	59.2	خدمات
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						
ہ: ہدف، ن، نظر ثانی شدہ						
جدول 2.8: مالیات و بیمہ						
فیصد						
نمونیں حصہ		نمو			م س 16ء میں	
م س 16ء	م س 15ء	م س 16ء	م س 15ء	م س 16ء	م س 15ء	حصہ
0.2	0.0	6.8	-0.6	2.6	84.9	مرکزی بینکاری
7.2	5.9	8.6	7.1	84.9	82.9	دیگر زرعی و مساطت
6.9	5.4	8.3	6.6	82.9	2.0	جدولی بینک
0.4	0.5	20.6	37.9	2.0	3.6	غیر جدولی بینک
0.3	0.2	8.7	4.2	3.6	8.8	بیمہ، نو بیمہ اور پشن فنڈ
0.1	0.4	1	4.1	8.8	100	دیگر
7.8	6.5	7.8	6.5	100		مالیات و بیمہ
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						
جدول 2.9: بینکاری شعبے کی کارکردگی						
م س 13ء	م س 14ء	م س 15ء	م س 16ء	م س 13ء	م س 14ء	م س 15ء
10.6	13.6	13.1	14.0	10.6	13.8	13.8
13.8	8.7	12.4	4.3	47.0	45.7	47.7
47.0	45.7	47.7	48.1	26.0	37.6	6.1
26.0	37.6	6.1	29.9	320.1	305.0	195.5
320.1	305.0	195.5	170.4	16.1	19.2	10.2
16.1	19.2	10.2	16.6	مجموعی اثاثے		
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

مجموعی جی ڈی پی میں خدمات کے شعبے کا حصہ بتدریج اضافے کے ساتھ مالی سال 10ء کے 56.9 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 16ء میں 59.2 فیصد پر آ گیا ہے جبکہ خدمات کی برآمدات گزشتہ 5 برسوں سے منجمد ہو چکی ہے۔ یہ صورت حال ایک اہم ساختی عدم توازن کو واضح کرتی ہے یعنی بالادستی کا حامل شعبہ جس میں مضبوط نمو ہو رہی ہے اس کی جانب سے معیشت کی برآمدی آمدنی میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ ملک کو برآمدات بڑھانے کے لیے ایسے شعبوں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے جس میں اطلاعاتی و مواصلاتی ٹیکنالوجی اور سیاحت شامل ہیں (باب 6 خدمات کی برآمدات پر باکس 6.1)۔

تھوک و خرده تجارت کی نمو میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی نے بھی کردار ادا کیا۔<sup>71</sup> ایک طرف تجارتی سرگرمیاں فصلوں کی پیداوار میں 6.3 فیصد کمی کے باعث جزوی طور پر متاثر ہوئیں لیکن اس نقصان کا اثر زرعی شعبے کے غیر فصلی جز کی مضبوط کارکردگی اور درآمدی مقدار میں اضافے نے مکمل طور پر زائل کر دیا۔<sup>72</sup> دوسری جانب عمومی حکومتی خدمات میں نمو حکومتی ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے باعث ہوئی۔<sup>73</sup>

مالی سال 16ء کے دوران مالیات و بیمہ کے ذیلی شعبے میں 7.8 فیصد کی حوصلہ افزا نمو ہوئی جو مالی سال 07ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ مالیات و بیمہ کے سب سے بڑے جز جدولی بینکوں نے اس نمو میں اہم کردار ادا کیا (جدول 2.8)۔ معیشت میں پست شرح سود کے باوجود بینکاری شعبے کے منافع میں اضافہ ہوتا رہا جو مالی سال 16ء میں بڑھ کر 320 ارب روپے تک پہنچ گیا جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 15 ارب روپے زیادہ ہے۔<sup>74</sup> زیادہ اہم بات یہ ہے کہ حالیہ رجحان سے بنیادی بینکاری سرگرمیوں میں بہتری کا پتہ چلتا ہے جس کی عکاسی مالی سال 16ء میں قرضوں کی بلند نمو سے ہوتی ہے (جدول 2.9)۔ خصوصاً، خام قرضوں میں معین سرمایہ کاری کے باعث نمایاں بہتری آئی ہے جن کے ارتکاز کی سطح توانائی کے شعبے میں بلند ہے۔

<sup>71</sup> اشیا سازی کے شعبے کی کارکردگی کا تجارتی سرگرمیوں پر خاص اثر پڑتا ہے کیونکہ تھوک و خرده تجارت کی قدر اضافی میں اس کا حصہ 50 فیصد سے زائد ہوتا ہے۔ اس کے بعد زرعی (فصل و غیر فصل) پیداوار کی تجارت کا حصہ 20 فیصد سے زائد اور درآمدی مصنوعات کا تقریباً 15 فیصد ہوتا ہے۔

<sup>72</sup> زرعی شعبے کے غیر فصلی جز میں مالی سال 16ء کے دوران 3.8 فیصد کی معمولی طور پر بلند نمو ہوئی جو گزشتہ برس 3.5 فیصد تھی۔

<sup>73</sup> ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 2015-16ء۔

<sup>74</sup> ستمبر 2014ء تا اگست 2016ء کے دوران پالیسی ریٹ میں تقریباً 375 بی پی ایس کی واقع ہو چکی ہے۔

جدول 2.10: ذخیروں، ذخیرہ کاری اور مواصلات					
غلام قدر اضافی		ممو		ممو میں حصہ	
م س 15ء	م س 16ء	م س 15ء	م س 16ء	م س 15ء	م س 16ء
1,042.3	1,070.9	4.6	2.1	3.3	2.8
211.8	235.0	2.6	10.9	0.4	0.3
86.2	94.8	20.9	10.1	1.1	0.9
51.9	50	-2.8	-3.4	-0.1	-0.1
35.3	36.9	2.4	4.9	0.1	0.1
4.5	3.6	42.2	-19.2	0.1	0.1
2.1	1.8	-2.1	-16.8	0	0
1,434.3	1,493.0	4.9	4.1	4.9	4.1

م س 16ء کے اعداد و شمار عبوری ہیں۔

جدول 2.11: بلاذقتر بینکاری کی کارکردگی			
لیں دین			
فعال ایجنٹوں کی تعداد	آخر جون تک ڈپازٹس (ملین بومہ اسٹراڈوں)	سہ ماہی کی قدر (ارب)	لیں دین
77	2,391	497	173
141	6,219	791	326
194	8,553	1,105	506
236	13,734	1,319	544

1- یہ ہر سال آخر جون کی سہ ماہی پر مشتمل ہوتا ہے۔

بینکاری سہولتوں سے محروم طبقوں کو مالی خدمات کی فراہمی کے لیے اہم بینکوں کے ساتھ شراکت داریاں قائم کر رہے ہیں (جدول 2.11)۔<sup>78</sup> موبائل فون سم کی تصدیق کی مہم کے کچھ مثبت اثرات بھی مرتب ہوئے ہیں کیونکہ ایجنٹوں

کے مقامات پر بائیومیٹرک تصدیق کے نظام کی دستیابی نے ملک بھر میں کاغذات کے بغیر بروقت کھاتے کھولنے کو ممکن بنادیا ہے۔ اس طرح کھاتوں کی تعداد اور لین دین کے حجم دونوں میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔<sup>79</sup>

اس مثبت پیش رفت کے باوجود ٹیلی کام کی صنعت کو دیگر ترقی پذیر اور علاقائی ممالک کو حاصل ہونے والی کامیابیوں تک پہنچنے کے لیے ابھی ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔ مثلاً، پاکستان میں موبائل فون کے صارفین کی تعداد نہ صرف پست ہے بلکہ گذشتہ برسوں کے دوران اس میں دیگر ممالک کے مقابلے میں کمی آرہی ہے (جدول 2.12)۔

<sup>75</sup> جولائی تا مارچ مالی سال 16ء کے دوران کراچی پورٹ اور پورٹ قاسم پر کارگو ہینڈلنگ میں 12.2 فیصد (سال بسال بنیادوں پر) نمو ہوئی جبکہ مالی سال 15ء کی اسی مدت کے دوران 8.3 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔  
<sup>76</sup> مالی سال 15ء کے دوران حکومت نے سبز (ایس آئی ایس) کی بائیومیٹرک تصدیق کے لیے ایک بڑی مہم شروع کی تھی۔ جس کے نتیجے میں تقریباً 26 ملین فعال سبز کو بلاک کر دیا گیا تھا، جس سے نہ صرف ملک میں ٹیلی گنجائیت میں کمی واقع ہوئی بلکہ اس کے نتیجے میں سروس فراہم کرنے والوں کو آمدنی میں بھی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ سیلولر کمپنیوں کو تصدیق کے آلات کی خریداری، ان کی نقل و حرکت، عملے کو تربیت دینے اور صارفی آگاہی کی مہم چلانے کے اخراجات بھی برداشت کرنا پڑے۔

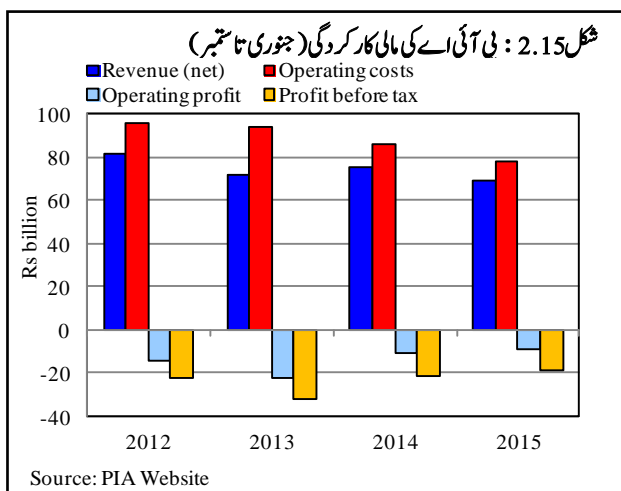
<sup>77</sup> خصوصاً، آخر جون 2016ء تک تھری جی / فور جی صارفین کی تعداد تقریباً دگنی ہو کر 29.5 ملین تک پہنچ چکی ہے۔ سیلولر فون کی گنجائیت آخر جون 2015ء میں گر کر 62.9 فیصد پر آگئی جو ایک سال قبل 80 فیصد تھی۔ اب دوبارہ اس میں بحالی آئی ہے اور یہ 70.8 فیصد پر پہنچ گئی ہے (ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی)۔

<sup>78</sup> رسمی بینکاری ذرائع کی پست سرایت کے باعث ٹیلی کام آپریٹرز جغرافیائی کوریج سے فائدہ اٹھانے کی بہتر پوزیشن میں ہیں اور مالی خدمات کی رسائی میں توسیع دینے، خصوصاً دیہی علاقوں تک، میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

<sup>79</sup> براؤنچ لیس بینکاری کھاتوں کی تعداد آخر جون 2015ء کے 10.9 ملین سے بڑھ کر مارچ 2016ء میں 13.7 ملین تک پہنچ چکی ہے۔

جدول 2.12: عالمی تقابل		موبائل فون سبسکرپشنز		فی 100 افراد	
آئی سی ٹی ڈی پلنٹ انڈیکس		درجے (167 ممالک میں سے)			
2015	2010	2015ء	2010ء	2005ء	
61	73	144	120	76	ملائیشیا
108	109	132	88	21	انڈونیشیا
124	126	129	116	65	چلی
127	132	127	101	46	برازیل
136	140	113	84	17	سری لنکا
144	148	111	91	19	مصر
		97	34	1	نیپال
64	61	96	86	64	ترکی
69	67	85	59	5	زمبابوے
100	98	83	45	6	بنگلہ دیش
131	125	81	61	13	کینیا
143	138	79	62	8	بھارت
		67	57	8	پاکستان

ماخذ: انٹرنیشنل ٹیلی کمیونی کیشن یونین



آئی سی ٹی ڈیولپمنٹ انڈیکس جو کہ کارکردگی کا ایک زیادہ جامع پیمانہ ہے اس میں شامل 167 ممالک میں سے پاکستان 143 ویں نمبر پر ہے۔<sup>80</sup> اصل میں پاکستان کا تعلق ممالک کے ایسے گروپ سے ہے جن کی درجہ بندی میں گذشتہ پانچ برسوں کے دوران کمی واقع ہوئی ہے۔

نمو کو بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ ٹیلی کام کمپنیاں اپنے نیٹ ورک میں مزید توسیع کریں اور بینکوں کے ساتھ قریبی اشتراک کے ذریعے ترسیلات کے علاوہ صارفی نوعیت کی مزید خدمات متعارف کرائیں جیسے بیمہ، بچتیں اور قرضے وغیرہ۔<sup>81</sup> پالیسی لحاظ سے ٹیکسوں کی ساخت کو حقیقت پسندانہ بنانا کلیدی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ آپریٹرز اور صارفین دونوں پر اس کے بلند اثرات موبائل فون خدمات سے استفادے کی مالی استطاعت اور سرایت کے لحاظ سے بڑی کاٹ کا کام انجام دیتا ہے۔

ٹیکسوں کی بنیاد کو وسیع کرنے کی حکومتی پالیسی نے بھی مالی شمولیت پر کچھ اثرات مرتب کیے ہیں۔ خصوصاً، بینک اکاؤنٹ سے 50,000 روپے یومیہ سے زائد رقم نکالنے پر عائد لین دین ٹیکس کا اطلاق برانچ لیس بینکاری کے ایجنٹوں پر بھی ہوتا ہے جو اپنے بینک کھاتوں کو صارفین کو لین دین کی سہولت مہیا کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اب ان ایجنٹوں کے پاس اب اس بات کی ترغیب موجود ہے کہ وہ 50,000 روپے یومیہ کے لین دین پر پچھنے کے بعد انہیں منع کر دیں یا پھر اضافی ٹیکس اپنے صارفین کو منتقل کر دیں۔ ملک میں ایسے تنازعات کو جلد حل کرنا مالی خدمات کو فروغ دینے کے حوالے سے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔

اسی اثناء میں آپریٹنگ لاگت میں کمی سے پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (پی آئی اے) کو جنوری تا ستمبر 2015ء کے دوران گرتی ہوئی آمدنی اور شرح مبادلہ میں کمی کے باوجود اپنے نقصانات پر قابو پانے میں مدد ملی (شکل 2.15)۔<sup>82</sup>

دستیاب محدود گنجائش اور آپریشنز کی وجہ سے پی آئی اے کی آمدنی میں 8.7 فیصد کمی واقع ہوئی۔ اخراجات کے لحاظ سے ایندھن کی عالمی قیمتوں میں کمی کے با

پر آگئی ہے۔

<sup>80</sup> انٹرنیشنل ٹیلی کام یونین بائچ برسوں بعد آئی سی ٹی ڈیولپمنٹ اشاریہ مرتب کرتا ہے۔ یہ اشاریہ مختلف سمتوں میں ٹیلی کام خدمات کی کارکردگی کا احاطہ کرتا ہے بشمول رسائی، استعمال اور استعمال کنندگان کی صلاحیت۔

81 فی الوقت، بیشتر لین دین اوروری کاؤنٹر پر انعام دیا جاتا ہے اور اس میں سے زیادہ تر قوم کی منتقلی اور پولیسی ادا نیگیوں پر مشتمل ہے۔

<sup>82</sup> نقصانات کم ہو کر 19.0 ارب روپے ہو گئے جو 2014ء میں 21.6 ارب روپے اور 2013ء میں 31.6 ارب روپے تھے۔ بی آئی اے کو بھی پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے 2 ارب روپے کا نقصان ہوا تھا۔

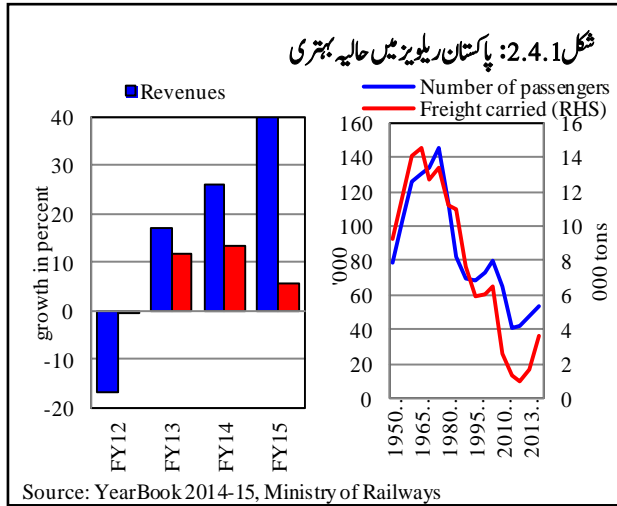
جدول 2.13: پی آئی اے کی کارکردگی کے اظہار					
اظہار	اکائیاں	2013ء	2014ء	2015ء	
پی آئی اے فلیٹ	طیاروں کی تعداد	34	34	38	
روٹ	کلومیٹر	411,936	389,445	367,251	
دستیاب نشست	ملین کلومیٹر	17,412	16,536	16,666	
مسافروں کے وزن کا حامل	فیصد میں	70	72	70.3	
فضائی طے شدہ فاصلہ	ہزار کلومیٹر	63,144	61,389	67,630	
فضائی محصولاتی گھنٹے	گھنٹے	106,476	101,556	111,455	
جانے والے فی مسافر سے حاصل	ہزار تعداد	4,449	4,202	4,393	
مسافروں کے حاصل	ملین کلومیٹر	12,237	11,903	11,711	
حاصل ٹن	ملین کلومیٹر	1,351	1,241	1,191	
حاصل میں لوڈ کا حامل	فیصد میں	55	52	48.9	
دستیاب ٹن	ملین کلومیٹر	2,471	2,396	2,435	
ماخذ: سول ایوی ایشن اتھارٹی، روپاکستان اقتصادی سرے 16-2015ء۔					

ماخذ: سول ایوی ایشن اتھارٹی اور پاکستان اقتصادی سروے 2015-16ء۔

دراصل ایندھن کی مجموعی لاگت کا حصہ اب 28 فیصد ہو گیا ہے جو گزشتہ دو برسوں میں تقریباً 44 فیصد تھا۔ دیگر لاگت میں جولائی تا ستمبر 2015ء کے دوران سست رقباری (7.7 فیصد) سے اضافہ ہوا ہے جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 11.6 فیصد تھا۔<sup>83</sup>

تاہم کارکردگی کے دیگر اظہار یوں نے ملی جلی تصویر پیش کی: فضائی بیڑے میں اضافہ ایک حوصلہ افزا علامت ہے لیکن وزن کے عوامل میں کمی تشویش کا باعث ہے (جدول 2.13)۔ آگے چل کر فضائی بیڑے کو جدید بنانا اور کارکردگی میں بہتری لانا پی آئی اے کی خدمات کے معیار، ساکھ اور مسابقت کو بہتر بنانے میں ایک کلیدی کردار ادا کرے گا۔

آخر میں، ریلوے کی جانب سے قدر اضافی میں کمی کا ممکنہ سبب مسافروں کے کرایوں اور مال برداری کے چارجز میں کمی ہو سکتی ہے جو کہ پاکستان ریلوے کی جانب سے اپنی مسابقت کو بہتر بنانے کی کوششوں کا حصہ ہے۔<sup>84</sup> ہمیں توقع ہے کہ محدود اخراجات اور کاروباری حجم میں اضافے سے پاکستان ریلوے کی مالی صورت حال میں مزید بہتری آئے گی (دیکھئے پاکستان ریلوے پر باکس 2.4)۔



#### کس 2.4.1: پاکستان ریلوے بہتری کی راہ پر گامزن

حال ہی میں پاکستان ریلوے کے کاروباری آپریشنز میں اضافہ، آمدنی میں بہتری اور آپریشننگ اخراجات میں کچھ اعتدال دیکھنے میں آیا ہے (شکل 2.4.1)۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران پاکستان ریلوے کی مستقل کمزور کارکردگی کے پیش نظر یہ بحالی حوصلہ افزا ہے۔

شکل 2.4.2 میں دکھائے گئے تاریخی رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان ریلوے ہیشکل اپنی آپریشننگ لاگت کو پورا کر پار تھا۔ اس کا ایک اہم سبب روڈ ٹرانسپورٹ سے بڑھتی ہوئی مسابقت تھی جس نے اسی کی دہائی کے اوائل میں ہی پاکستان ریلوے کے کاروباری حجم کو متاثر کرنا شروع کر دیا تھا (شکل 2.4.1)۔<sup>85</sup> ایک اور دھچکے نوے کی دہائی کے اوائل میں آیا جب کم یافت کے حامل مسافروں کے آپریشنز کو بلند یافت کے حامل مال برداری کا روبرو کرنا پڑا۔<sup>86</sup> چنانچہ، زیادہ وسائل (جیسے لو کو موٹوئز انجن) مسافروں کے ٹریفک کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وقف کر دیے گئے۔

پاکستان ریلوے پر مالی دباؤ اس وقت شدت اختیار کر گیا جب 2008ء میں ایندھن کی قیمتوں میں ہونے

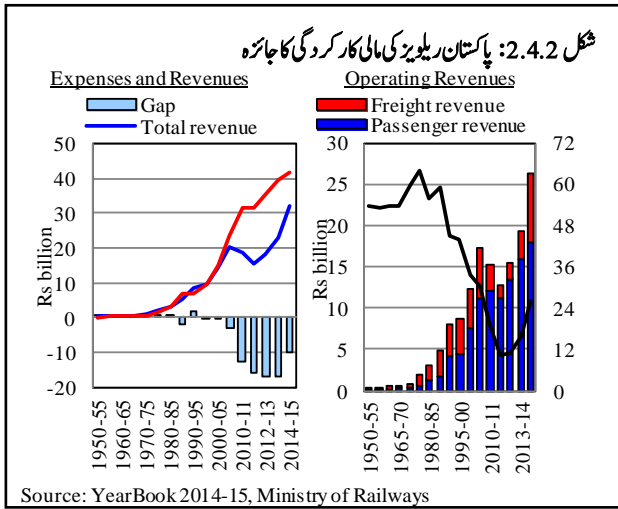
<sup>83</sup> دیگر لاگوں میں تنخواہیں، اجرتیں، اور الاؤنسز، فلاحی و سوشل سیکورٹی، ریٹائرمنٹ فوائد، تعمیر و مرمت، کرائے کا فضائی سامان، جہازاترنا اور پیٹرولنگ، مواصلات، قدر میں کمی وغیرہ شامل ہیں۔

<sup>84</sup> مالی سال 16ء کے پہلے نو مہینوں کے دوران پاکستان ریلوے کو 26.4 ارب روپے کی آمدنی ہوئی جو مالی سال 15ء کی اسی مدت کے مقابلے میں 3.2 ارب روپے زیادہ تھی۔

<sup>85</sup> روڈ ٹریفک ورک میں توسیع سڑکی دہائی سے ترجیح رہی ہے۔ سڑکوں کی مجموعی لمبائی میں 1965ء تا 1975ء کے دوران 4,842 کلومیٹر کا اضافہ ہوا تھا، 1975ء تا 1985ء میں 37,848 کلومیٹر توسیع ہوئی تھی جبکہ 1985ء تا 1995ء کے دوران مزید 81,402 کلومیٹر کا اضافہ ہوا (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے)۔ چنانچہ، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت مختص رقوم بھی سڑکوں کی تعمیر کے لیے خاصی بلند تھی۔ مثلاً، مالی سال 08ء تا 15ء کے دوران پاکستان ریلوے کو سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام میں سے 140.3 ارب روپے جبکہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو 453.7 ارب روپے موصول ہوئے تھے۔

<sup>86</sup> مسافروں کا ٹریفک پست یافت (مال برداری کا روبرو کے مقابلے میں) کا حامل ہے جس کا سبب مسافر کرایوں کا کم ہونا، مسافروں کی تعمیر و مرمت کی بلند لاگت اور اعانتی خدمات پر زیادہ بوجھ ہے۔

<sup>87</sup> ملک کے لیے جنوب تاشال طویل جغرافیائی پھیلاؤ پاکستان ریلوے کو مال برداری سرگرمیوں کے لیے ایک فطری سازگار موقع فراہم کرتا ہے۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ مال برداری کی آمدنی کا حصہ پہلے ہی پاکستان ریلوے کے محصولات میں 64 فیصد ہے۔ تاہم، مال برداری کی اہمیت میں وقت گزرنے کے ساتھ ہی آئی ہے اور 2010ء تا 2015ء کے دوران مجموعی آمدنی میں اس کا حصہ کم ہو کر صرف تقریباً 16 فیصد رہ گیا ہے۔



جدول 2.4.1: خام آمدنی پر عام جاری اخراجات

بیس	کل	تعمیر و مرمت	ایم دھن	انتظامیہ	عملہ	دیگر
1975-80	80.3	33.7	20.6	10.5	11.1	4.4
1980-85	95.7	38.6	29.0	11.9	11.3	4.9
1985-90	90.5	40.6	19.8	12.3	11.7	6.1
1990-95	83.6	38.5	14.0	12.2	11.7	7.2
1995-00	101.2	45.5	17.4	14.2	12.8	11.4
2000-05	85.1	33.9	22.4	12.1	9.7	7.0
2005-10	113.8	40.0	40.2	15.6	11.7	6.3
2010-11	169.0	63.6	53.3	25.9	20.8	5.4
2011-12	203.6	77.6	55.1	35.1	29.4	6.5
2012-13	194.4	70.1	48.2	35.2	28.4	12.4
2013-14	174.5	59.1	48.2	31.0	24.6	11.8
2014-15	131.5	46.3	34.7	22.1	19.5	8.9

ماخذ: ایئر بک 2014-15، وزارت ریلوے

1950ء تا 1955ء سے لے کر 2005ء تا 2010ء، پانچ برسوں کی اوسط پر مشتمل ہیں

ریلوے ٹریک، ڈرائی پورٹس کی تعمیر اور کارگو ہینڈلنگ سہولتوں کی تعمیر سے پاکستان ریلوے میں بھاری ٹریفک کے حجم کو نمٹانے کی پاکستان ریلوے کی صلاحیت میں خاصی بہتری آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ چین کے ساتھ وسیع تر ارتباط، کونسل پر مبنی بجلی کے آنے والے منصوبے اور ملک بھر میں خصوصی اقتصادی زونز کی متوقع ترقی سے مسافر اور مال برداری کاروبار دونوں کو فروغ حاصل ہو گا۔ حکومت پبلک ہی ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ریلوے کے حصے کو 2025ء تک 4 فیصد سے بڑھا کر 20 فیصد تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

والے بلند اضافے نے اخراجات میں اضافہ (چونکہ بیشتر لوگوں کو موٹیوز ڈیزل پر چلائے جاتے تھے) کر دیا تھا جبکہ آپریشنز کے سکرے سے آمدنی میں کمی واقع ہو گئی تھی (جدول 2.4.1)۔<sup>88</sup>

اس لیے مسلسل مالی مشکلات کے باعث پاکستان ریلوے کے انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری کی گنجائش فراہم نہیں ہو سکی۔ چنانچہ جاری ذخائر (جیسے لوگوں کو موٹیوز، مسافر کوچوں اور مال برداری وینوں کی تعداد) میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمی ہوتی رہی۔<sup>89</sup> کسی قابل ذکر تبدیلی یا جدت پسندی کے بغیر اس پرانے انفراسٹرکچر کی مرمت کی لاگت بڑھ کر ناپائیدار سطح تک پہنچ گئی (جدول 2.4.1)۔ خدمات کے معیار اور وسعت میں بھی کمی واقع ہوئی جب پٹری کی لمبائی اور روٹ کے مقامات کی تعداد میں کٹوتی کی گئی۔ اگرچہ پاکستان ریلوے نے آمدنی میں اضافے کے لیے قیمتوں میں اضافہ کیا تھا لیکن خراب اور مہنگی خدمات کے نتیجے میں مسافر اور مال برداری ٹریفک دونوں میں تیزی سے کمی واقع ہوئی۔<sup>90,91</sup>

تاہم، پاکستان ریلوے کے ملازمین کی ضروریات کی گرتے ہوئے کاروباری حجم سے مطابقت نہیں کی گئی۔ لہذا، تنخواہوں اور دیگر متعلقہ اخراجات پر سکتی ہوئی آمدنی کا ایک بڑا حصہ صرف ہوتا رہا (جدول 2.4.1)۔ اگرچہ حکومت نے متعدد ایڈہاک ٹیل آؤٹ پیکیجز دیے لیکن ایسی اعانت پاکستان ریلوے میں کوئی بڑی مالی بہتری لانے میں ناکام رہی۔

اس پس منظر میں پاکستان ریلوے کے آپریشنز میں حالیہ بہتری خوش آئند ہے۔ متعدد اقدامات سے اس بہتری کو یقینی بنانے میں مدد ملی، مثلاً، (1) موجودہ لوگوں کو موٹیوز کی مرمت اور نئے کی خریداری سے پاکستان ریلوے کو وسیع تر اعتماد کے ساتھ اپنے آپریشنز کو توسیع دینے کا موقع ملا (2) مسافروں کی تعداد کو بڑھانے کے لیے قیمتوں میں کمی کی گئی ہے<sup>92</sup> (3) مال برداری کاروبار پر اعتماد میں اضافہ ہوا ہے اور (4) ٹرین کے آپریشنز اور ٹرمینل کے انتظام میں نئی شعبے کی وسیع تر شرکت سے آمدنی میں بہتری آئی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ عالمی منڈیوں میں بیورو ولیم مصنوعات کے نرخوں میں بھاری کمی نے آپریٹنگ آمدنی اور لاگت کے درمیان فرق میں خاصی کمی کر دی ہے (شکل 2.4.2)۔ تاہم، مالی سال 15ء میں مجموعی نقصانات ابھی تک 27.3 ارب روپے کی بلند سطح پر ہیں جس سے سرکاری شعبے کے اس ادارے میں وسیع تر ساختی اصلاحات متعارف کرانے کی ضرورت کی عکاسی ہوتی ہے۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ اس شعبے کے امکانات مثبت ہیں کیونکہ مین لائن (کراچی) لاہور-پشاور) ریلوے ٹریک، ڈرائی پورٹس کی تعمیر اور کارگو ہینڈلنگ سہولتوں کی تعمیر سے پاکستان ریلوے میں بھاری ٹریفک کے حجم کو نمٹانے کی پاکستان ریلوے کی صلاحیت میں خاصی بہتری آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ چین کے ساتھ وسیع تر ارتباط، کونسل پر مبنی بجلی کے آنے والے منصوبے اور ملک بھر میں خصوصی اقتصادی زونز کی متوقع ترقی سے مسافر اور مال برداری کاروبار دونوں کو فروغ حاصل ہو گا۔ حکومت پبلک ہی ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ریلوے کے حصے کو 2025ء تک 4 فیصد سے بڑھا کر 20 فیصد تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

<sup>88</sup> مثلاً، 2011-12ء میں مال برداری ٹرینوں کے مجموعی پیکروں کی تعداد کم ہو کر 1782 ہو گئی جو 1995ء تا 2000ء میں 20 ہزار سے زیادہ تھی۔ 15-2014ء میں اب یہ تعداد بہتر ہو کر 5442 پیکر ہو گئی ہے۔

<sup>89</sup> 2014-15ء کے آخر میں ڈیزل کے 446 لوگوں کو موٹیوز انجن تھے جبکہ اس کے مقابلے میں 1995ء تا 2000ء میں ان کی تعداد 545 تھی۔

<sup>90</sup> اس وقت 11881 کلومیٹر طویل ٹریک 7791 لانگ روٹ کو سہولتیں مہیا کرتا ہے جو کہ 1950ء تا 1955ء میں اس کی لمبائی کے مقابلے میں 1350 کلومیٹر چھوٹا ہے۔ اس میں 600 کلومیٹر میٹر گج کو ترک کر دیا گیا جبکہ تقریباً 750 کلومیٹر گج کے ٹریک کو مہدم کر دیا گیا۔ دراصل ٹنگ اور میٹر گج کے ٹریک کو ختم کرنے کا سبب دفائی انجنوں کے استعمال کو ترک کرنا تھا، جنہیں ان پٹریوں پر چلایا جاتا تھا۔

<sup>91</sup> دراصل آبادی کے ایک بڑے حصے، خصوصاً بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے صوبوں میں ٹرین کی سہولت میسر نہیں ہے۔

<sup>92</sup> مال برداری پر وصول کیے جانے والے اوسط نرخ مالی سال 13ء کے 4.16 فی کلومیٹر سے گر کر مالی سال 15ء میں 2.44 پر آ گیا۔

<sup>93</sup> پاکستان ریلوے کی جانب سے چلائی جانے والی مال برداری ٹرینیں مالی سال 13ء میں کم ہو کر 1414 (یا سرفرے فاصلے کے لحاظ سے 0.7 ملین کلومیٹر) سے گر کر مالی سال 15ء میں 5,442 (یا 4.7 ملین کلومیٹر) پر آ گئی ہیں۔ یہ اب بھی 1960ء تا 1965ء کے دوران پاکستان ریلوے کی جانب سے چلائی جانے والی مال برداری ٹرینوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد 92,071 (یا 14.4 ملین کلومیٹر) سے بہت کم ہے۔